جلد نمبر ۱۱ — جنوری تا دسمبر ۱۹۱۶ء

جلد ۱۱ نمبر ۱

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۶ء

صفر و ربیع الاول ۱۳۳۴

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے ۴شہ

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام پبلشر نے قادیان سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

"الفارق"

غیر مبائعین کے مقابلہ میں ہمارے حق پر ہونیکے قوی دلائل اور قرائن صحیحہ

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و اٰلہ و اصحابہ وخلفائہ اجمعین

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم کمالات نبوت ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس طرح خداوندکریم نے جمیع کمالات میں اور ہر ایک شان میں سب انبیاء و رسل پر فوقیت اور ترجیح دی ہے۔ اسی طرح ثبوت نبوت و رسالت میں اور اسکے براہین و آیات میں بھی بیّن طور پر امتیاز بخشا ہوا ہے جس طرح وہ کل کمالات و امتیازات جدا جدا طور پر انبیاء و رسل میں پائے گئے ہیں وہ سب کے سب اجتماعی طور پر آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات میں موجود ہیں۔ اسی طرح وہ سب براہین و آیات اور دلائل و معجزات جو کہ دیگر انبیاء و رسل میں الگ الگ اور انفرادی طور پر پائے جاتے ہیں۔ حضور ؐ کے وجود باجود میں کلًا و مجتمعًا مع شئی زائد بلکہ وامثالہا معہا موجود ہیں ؎

انبیاء کی معرفت ابتدا میں اتنی ہی کافی ہے جتنی باپ کو اپنے بیٹے کی

لیکن باوجود اس امتیاز لاامثال کے حضور ؑ کی نسبت یہ فرماکر کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اس حقیقت حقہ پر متنبہ فرمایا ہے کہ جس طرح قرائن وغیرہا سے انسان کو اپنے بیٹے کی نسبت وہ کامل اور پختہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ جس کی بنا

پر وہ اس بچہ کو اپنی نہایت قیمتی اور قابل قدر و لحاظ جائداد کا وارث اور مالک بنا دیتا ہے اور باوجود اپنے اہلبیت کی نسبت سخت غیور ہونے کے اسکی والدہ کے علاوہ اپنے دوسرے جوان اہلبیت کے پاس اس نوجوان کے آنے جانے سے اپنے دل میں کوئی انقباض نہیں پاتا اور ظاہر ہے کہ ایسا پختہ اور قوی یقین بجز قوی دلائل اور قرائن صحیحہ کے خود ساختہ اور خود رو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تسلیم تو انسان یونہی کر سکتا ہے لیکن یقین ایسی چیز ہی نہیں کہ انسان اسکو خود بخود پیدا کرے۔ باوجود اسکے جب انسان اپنے بیٹے کی نسبت شکوک کا دروازہ کھولے تو پھر سوائے اسکے کہ وہ خود ہی لاحول پڑھکر اپنا منہ اس سے پھیر لے وہ اس دروازہ کے بند کرنیکے لئے اپنے پاس کچھ نہ پائے گا اور اسکے پورے طور پر بند کرنے سے اپنے آپکو ضرور عاجز پائیگا۔ مگر باوجود اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ سوا مراقیوں اور مجنونوں کے جب دلائل اور قرائن سے یقین حاصل ہو جاتا ہے تو پھر باوجودیکہ وہ دروازہ آسانی سے کھل سکتا ہے کوئی نہیں کھولتا اور اس حاصل شدہ یقین کے مطابق عملدرآمد شروع کر دیتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ ابھی تو شکوک کا دروازہ کھولکر پھر اسکے بند کرنے کی کوشش تک تو بیٹے کی نہیں تو پھر اس ناقص تحقیق پر اور محتمل الزوال یقین پر عملدرآمد کسطرح شروع کیا جائے۔

اسی طرح یہ لوگ اس افضل الرسل کی نسبت براہین قاطعہ اور آیات باہرہ مشاہدہ کرکے معرفت کاملہ اور یقین راسخ اور قوی حاصل کر چکے ہیں مگر اس یقین پر عملدرآمد کر کے ایمان نہیں لاتے بلکہ شکوک کے پیچھے پڑتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ ایمان لانے کے لئے یقین مذکور کافی ہے اور بال کی کھال اتارنے یا ایک اور ایک دو کی طرح بالکل بیّن اور بمنزلہ مشاہدہ محسوس ہونے کی نہ ضرورت ہے اور نہ ابتداءً ایسا ہو سکتا ہے اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ارشاد ہوا تو اس سے یہ انداز ہو سکتا ہے کہ دوسرے انبیاء کے بارے میں کیا ایسا ہو سکتا ہے ابنیت والے ثبوت سے بڑھکر انکے لئے کوئی ثبوت ہوگا یا ہونا چاہئے۔ اور پھر جب ثبوت رسالت ہی سے اثبات الوہیت اور اثبات کتاب اور اثبات آخرت اور اثبات ملائکہ وغیرہ عموماً ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ایمان دنیا میں مفقود یا کمزور ہوتا رہا ہے تو خداوند تعالیٰ اسکے قائم اور قوی کرنیکے لئے رسول بھیجتا رہا ہے۔

اپنے ایمان کو شکوک سے زائل نہ کرو۔

اور جب ایمانیات اور اعتقادات اور اصول دین کی نسبت یہ ارشاد ہے تو یہی وجہ ہے کہ کل ایمانیات کی نسبت یؤمنون فرماکر یقین کا وجود تو ضروری قرار دیدیا لیکن بالغیب فرماکر یہ بھی بتادیا۔ کہ یقین ابینیت سے زیادہ کسی اور صفائی اور ظہور کی ضرورت نہیں۔ پس ایمانیات کی نسبت خصوصًا اور دیگر دینیات کی نسبت عمومًا جو لوگ ابتداءً ایمان لانیکے لئے شکوک و شبہات کے دروازہ کو بالکل بند ہونا اور ایک اور ایک دو کی طرح بیّن ہونا ضروری قرار دیا کرتے ہیں۔

۱۔ وہ تو ہمیشہ ایمان اور اسکے ثمرات عالیہ سے محروم رہا کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ایمان لاتے اور اسکے ثمرات نافعہ سے متمتع ہوتے رہے ہیں یا ہؤا کرتے ہیں وہ ثبوت وبینیت والے یقین کو قرائن صحیحہ سے حاصل کرنیکے بعد ایمان لے آیا کرتے ہیں اور شبہات و شکوک کے حملۂ ضعیف سے ڈر کر اس یقین کی ولایت سے باہر نہیں جاتے۔ لیکن جب وہ ایمان لے آتے ہیں تو گو کہیں کہیں شیطان اور نفس بشری ان شبہات و شکوک کے کند اور کمزور ہتھیاروں کے ساتھ حملہ آور ہوتے رہتے ہیں لیکن مؤمن لاحول اور دعا اور فراست مومنانہ کی ڈھال اور تلوار و نیزہ کے ساتھ ہمیشہ اس حملہ کو آسانی کے ساتھ دفع کرتا رہتا ہے یہانتک کہ بالآخر خدا تعالیٰ اس حملہ سے اسکو بالکل محفوظ کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کا نام ہی عمرؓ کی طرح اسپر اشد من المسیح ہو جاتا ہے اور اب اسکو طمانینت اور اطمینان اور سکینت کی اس جنت میں جگہ دیجاتی ہے جہاں اس دشمن کا گذر محال اور ممنوع ہے۔

شبہات کا سلسلہ نامتناہی ہے فیصلہ کے لئے قرائن قویہ کافی ہیں

ایک روز جبکہ میں اسی امر میں غور کر رہا تھا تو معًا میرے دل میں خیال آیا کہ ہمارے اور پیغامیوں کے درمیان جو اختلاف برپا ہے اسکے متعلق بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور ہر ایک مختلف فیہ مسئلہ میں ہماری طرف سے نہایت قوی دلائل پیش کردئے گئے ہیں لیکن فریق ثانی بار بار اٹھتا ہے اور بجائے ان دلائل کو توڑنے یا اپنے مدعا پر دلائل دینے کے کچھ شبہات اور شکوک پیش کر دیا کرتا ہے حالانکہ سب ایمانیات و عقائد کا یہی حال ہے کہ یقین کے لئے کافی قرائن موجود ہوتے ہیں لیکن شکوک کے

وشبہات کا دروازہ بالکل مسدود نہیں ہوتا اور پھر بھی ان پر ایمان لانے والے لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اور ایمان نہ لانے والے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ محروم عن الہدایت لوگ باوجود ان قرائن پر نظر کرنے کے یہی کہتے رہتے ہیں کہ ابھی فلاں شبہ رفع نہیں ہوا تو ہم کس طرح ان کو مان لیں۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ بعض صحابہ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور بعض ایسے خیالات دل میں آتے ہیں کہ ان کے زبان پر لانے سے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ منہ آگ سے بھر دیا جائے تو حضورؐ نے فرمایا اَوَ وجدتم فذالک صریح الایمان اور ائمہ محدثین نے اسکا یہی مطلب لکھا ہی تو اس خیال میں دور تک جاکر مجھے یہی بہتر معلوم ہوا کہ بجائے تفصیلی دلائل یا ازالہ شبہات کے یہی بہتر ہے کہ میں ان قرائن کو جمع کر دوں جو کہ خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور آپ کی جماعت کے حق پر ہونے اور پیغامیوں کے غلط طریق پر گامزن ہونے کے لئے کھلے کھلے ہوں۔ تاکہ ایمان کی طرح یہاں پر بھی ایمان لانے والوں کے لئے وہ قرائن ایمان لانے کے لئے کافی اور مفید ہوں۔ اور ایمان نہ لانے والوں پر جو کہ انکو دیکھتے ہوئے شبہات کے پیچھے پڑنے والے ہوں۔ یہ حجت ملزمہ ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

پہلا قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

اللہ مسیح موعود اور اسکے اہلبیت کیساتھ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اِنّی مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔ مجھے اس کثرت سے الہام ہوا ہے کہ میں شمار نہیں کر سکتا اور بعض اوقات ایک ہی رات میں یہ الہام کئی کئی بار پے در پے نازل ہوا ہے اور اخبارات اور رسالوں سے بھی اسکا پتہ لگ سکتا ہے اور معیت الٰہیہ کے دو ہی معنے ہیں۔ اول۔ اللہ تعالےٰ کا معاون اور ناصر اور مددگار ہونا۔ دوم۔ اللہ تعالےٰ کا دوست اور محب ہونا۔ اور اس الہام میں خداوند تعالےٰ نے ایک طرف اپنے مسیح کے ساتھ اپنی معیت کی خبر دی ہے دوسری طرف اپنے مسیح کے اہل کیساتھ اپنی معیت کی۔ اسی طرح اور اسی عبارت کے ساتھ خبر دی جس طرح اور جس عبارت کے ساتھ اپنے حضرت مسیح کیساتھ اپنی معیت کی خبر دی ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے دنیا میں بہت مخالف اور معاند ہوئے مگر ان کے مقابلہ میں خداوند تعالےٰ کی اعانت نصرت و امداد حضرت مسیح موعودؑ

ہی کے ساتھ رہی ہے اور اسی طرح اسکی محبت بھی بمقابلہ ان معاندین کے حضرت مسیح موعود ہی کے ساتھ مخصوص رہی ہے اور وہ معاندین اسکی نصرت اور محبت سے محروم رہے ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ نصرت اور محبت الہی کوئی وقتی طور پر حضرت مسیح موعود کے شامل حال نہ تھی بلکہ ہمیشہ رہی جیسی کہ یہ عبارت اس پر دال ہے پس یہی معنے وسع اہلک کے ہیں۔ کہ اللہ تیرے اہل کا بھی بمقابلہ ان کے مخالفین اور معاندین کے ناصر و معاون اور دوست و محب ہے

پس حق پر وہی ہے جو اہلبیت کیساتھ ہے

پس یہ الہام الہی کھلا کھلا بتاتا ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود اور آپکے مخالفین میں سے کون حق پر ہے اور کس کی معیت ہمکو اختیار کرنی چاہئے۔ اور کون حق پر نہیں اور کس کی معیت ہمکو اختیار نہیں کرنی چاہئے اسی طرح یہ الہام الہی یہ بھی صاف بتاتا ہے کہ اہل مسیح موعود اور ان کے مخالفین میں سے کون حق پر ہے اور کس کی معیت ہمکو اختیار کرنی چاہئے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ وہی حق پر ہے اور اسی کا ساتھ ہمکو اختیار کرنا چاہئے کہ جس کے ساتھ اللہ کی معیت ہے اور وہ حق پر نہیں کہ جس کو اللہ کی معیت حاصل نہیں۔ پس یہ الہام جس طرح صاف یہ بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود حق پر ہیں اور ہمکو انہی کا ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔ اور ان کے مخالف حق پر نہیں اور ہم کو انکا ساتھ نہ اختیار کرنا چاہئے۔ اسی طرح یہ الہام صاف صاف یہ بھی بتاتا ہے کہ مسیح موعود کے اہل حق پر ہیں۔ اور ان کا ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔ اور ان کے مخالفین حق پر نہیں۔ اور ہمکو ان کے ساتھ ہونے سے اجتناب اختیار کرنا چاہئیے۔

اہلک سے مراد یقیناً اہلبیت ہے

اور یہ عذر بالکل غلط ہے کہ اہل مسیح سے اہلبیت مسیح مراد نہیں بلکہ مریدین مراد ہیں۔ کیونکہ اہلبیت کے مقابلہ میں جو مرید رکھے جائیں وہ بمقابلہ اہلبیت لفظ اہل سے کسی لغت کسی محاورہ کسی عرف اور کسی عبارت بلکہ کسی زبان میں مراد نہیں۔ لئے جا سکتے پس یہ الہام اس نزاع میں فیصلہ کن ہے الہام بتاتا ہے کہ اللہ جس طرح اپنے مسیح کے ساتھ ہے اسی طرح اسکے اہل کے بھی ساتھ ہے۔ اور حق پر وہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ کی معیت ہو پس جس طرح یہ الہام بتاتا ہے کہ اللہ کا مسیح اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں حق پر ہے اور مخالفین باطل پر۔ اسی طرح یہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اللہ کے مسیح

کے اہل اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں حق پر ہیں - اور ان کے مقابلین باطل پر ہیں - اور اہل کے لفظ سے اہلبیت کے مقابل لوگ کس طرح مراد نہیں ہو سکتے بلکہ انہیں مقابلین کے مقابلہ میں یقیناً اہلبیت ہی مراد ہیں -

دوسرا قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

مقبرہ بہشتی مومن و منافق میں فرق کرنے والا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الٰہی اشارہ سے مقبرہ بہشتی قرار دیا - اور رسالہ الوصیۃ میں اسکی نسبت لکھا کہ "لیکن یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اسنے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے" پھر فرمایا "وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے اسلئے اس نے اب بھی ایسا ہی کیا ۔ ۔ ۔ ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اسوقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جاوینگے اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے اور اپنا صدق ظاہر کر دیا - بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزریگا - اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی - اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکینگے - فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً" غرض ایسی بہت سی عبارتیں رسالہ الوصیۃ میں آپ نے لکھی ہیں - جن سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ انتظام مومن اور منافق میں فرق اور تمیز کرنے والا ہے اور کہ مومن اسمیں دفن ہونگے اور منافق اور حقیقی ایمان نہ رکھنے والے ہرگز اس میں دفن نہ ہونگے ۔

مسیح موعود کے قائم کردہ ٹکڑے سے کس نے قطع تعلق کیا

لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کا اس مقبرہ بہشتی سے بالکل تعلق کٹ چکا ہے - اسقدر طویل عرصے میں یہی نہیں کہ ان میں سے کوئی اس میں دفن نہیں ہوا - بلکہ ان میں اس مقبرہ میں دفن ہونے کی خواہش بھی بالکل نہیں رہی - اور اسکا ہی اپنی ثبوت یہ ہے کہ بجز اسکے کہ ان کو کسی نے روکا ہو - یا انہوں نے اسکے متعلق کوئی ذرہ بھر کوشش کی ہو محض نفسانی جوش سے قادیان میں

ایک اور زمین خرید کر اپنے لئے اسے مقبرہ بہشتی تجویز کر لیا۔ اور پھر ان میں سے بہتوں نے اپنی ان وصایا کو جو کہ مقبرہ بہشتی کی نسبت کی ہوئی تھیں فسخ کر لیا۔ اب اس سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ انہیں اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی خواہش نہیں۔

ہمارے مخالفوں نے ایک اور مقبرہ بہشتی بنا کر اصل مقبرہ بہشتی سے تمسخر کیا

بلکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے خدا کے مسیح سے اور اسکے مقبرہ بہشتی سے ہنسی اور تمسخر کیا ہے اور اسکی حقیقت اسی قدر سمجھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس ذریعہ سے بہت سا مال کمایا ہے اور مال کمانے کا خوب ذریعہ نکالا ہے آؤ ہم بھی اس طریق کو استعمال کر کے مال کمائیں۔ ورنہ ان کے اس مقبرہ کے بہشتی ہونے میں کیا وجہ یقین ہیں کیا ان کو کوئی الہام ہوا کیا خدا کے مسیح نے یہ کہا کہ احمدیوں کا جو گروہ یا جو فرد قادیان میں اس مقبرہ بہشتی کے قرب وجوار میں زمین خرید کر اسکو مقبرہ تجویز کریگا وہ ضرور مقبرہ بہشتی ہو جاویگا۔ یا حضرت صاحب نے یہ بتا دیا تھا کہ اس مقبرہ بہشتی کے قرب و جوار کی اراضی سب کی سب بہشتی ہوگئی ہیں خواہ کوئی گروہ یا شخص میرے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی کے مقابلہ میں بھی ان متصلہ اراضی کو مقبرہ بنائیگا تو بھی وہ مقبرہ بہشتی ہوگا۔

حضرت اقدس کی مقرر کردہ انجمن کا اضافہ مقبول ہے

حضرت صاحب نے ایک طرف تو اس میں اضافہ کردہ حصہ کو بیشک مقبرہ بہشتی قرار دیا ہے لیکن اس کے مقابل یا مطلقاً اسکی متصلہ زمینوں کو قرار نہیں دیا دوم حضرت صاحب نے اس میں اس اضافہ کئے ہوئے حصہ کو مقبرہ بہشتی قرار دیا ہے جس کو وہ انجمن اضافہ کرے جس کو خدا کے مسیح نے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیا ہے اور جس کا نام حضور نے کارپرداز ان مقبرہ بہشتی رکھا۔ اور جسکا مرکز اسی رسالہ الوصیۃ میں یہ فرما کر کہ "یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے" قادیان کو قرار دیا ہے۔ اب ان حالات کے ہوتے ہوئے بیرون بنجات کے چند اشخاص کا خدا کے مسیح کے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی کے خلاف اور اسکے مقابل اور اس انجمن کے مقابل جو کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے

اور جس کا مقام و مرکز قادیان ہے قادیان میں ایک قطعہ اراضی خرید کر اسکو مقبرہ بہشتی قرار دینا۔ یہ خدا کے مسیح اور اسکے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی سے تمسخر اور ہنسی نہیں تو اور کیا ہے؟

اس عذر کا جواب کہ وہ انجمن اب انجمن نہیں رہی

اور یہ عذر بھی لنگ ہے کہ وہ انجمن ٹوٹ گئی لہذا ہمنے ایسا کیا کیونکہ اول تو عذر ہی غلط ہے کیونکہ اسکی وجہ یہی بیان کی گئی ہے کہ وہ انجمن ٹوٹ گئی ہے اسلئے کہ اس نے خلیفہ کے حکم کے ماتحت ہونا منظور کر لیا ہے حالانکہ پہلی انجمن نے بھی اپنے اعلان میں خلیفہ اول کے حکم کو اپنے لئے ویسا ہی واجب الاتباع تسلیم کر لیا تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا حکم اسکے لئے واجب الاتباع تھا چنانچہ اس اعلان کی عبارت یہ ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب کا فرمان

حضرت صاحب نے یہ نہیں لکھا کہ جب یہ انجمن ٹوٹ جائے تو اور انجمن بنا لو۔

دوم۔ اگر ایسا ہو بھی تو حضرت اقدس نے رسالہ الوصیۃ میں یہ نہیں لکھا کہ جب اس انجمن میں کوئی نقص آجائے یا تمہاری سمجھ میں اس پر کوئی اعتراض وارد ہو۔ تو پھر یہ مقبرہ بہشتی بہشتی نہ رہیگا۔ اور نہ یہ کہ اسوقت تمہارے لئے جائز ہے کہ تم اسکے مقابل ایک اور انجمن بناؤ۔ یا اس مقبرہ کے مقابل اور مقبرہ بہشتی اپنے لئے تجویز کرو۔ اور نہ یہ کہ اس وقت تمہاری نئی انجمن کا مرکز اور مقام مدینۃ المسیح لاہور یا کوئی اور مقام ہو۔ بلکہ یہ بھی نہیں لکھا کہ اسوقت اس مقبرہ بہشتی کی نسبت وصایا کرنے سے رکنے اور روکنے والے منافق نہ ہوں گے اور نہ یہ کہ اسوقت جو اس میں دفن ہونگے وہ ضروری نہیں کہ حقیقی مومن ہوں۔ اور نہ یہ کہ اس وقت اس میں منافق اور غیر حقیقی مومن بھی دفن ہو سکینگے۔

وصایا کا منسوخ کرنا انکے ناحق پر ہونے کی دلیل ہے

پس غیر مبایعین کے وصایا کے سلسلہ کا اس مقبرہ کی نسبت بند ہونا اور ان کا اسکی نسبت وصایا کرنے سے روکنا اور اسکی نسبت جنھوں نے پہلے وصیتیں کی ہوئی تھیں ان کا ان وصایا کو فسخ کرنا اور خدا کے مسیح کے مقرر کردہ مقبرہ بہشتی کے مقابل انکا نیا مقبرہ بہشتی تجویز کرنا یہ سب اس بات کی بین ترین دلیل ہیں کہ غیر مبایعین حق پر نہیں

اور غیر مبائعین باطل پر بلکہ بفتوئ مسیح موعود مندرجہ الوصیۃ ہیں بڑی خطرے کی بات ہے۔

مقبرہ بہشتی نے حق و باطل میں امتیاز کرا دیا۔

اور جس طرح خدا کے مسیح نے قبل از وقت اس انتظام کو خبیث اور طیّب اور منافق اور مومن میں فرق اور امتیاز کرنیوالا قرار دیا تھا یقیناً اسکے مطابق اس نے فرق اور امتیاز کر کے دکھا دیا اور حقیقی مومنوں اور الذین فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً کو بالکل جدا جدا کر کے دکھا دیا بیشک خدا نے اپنے مسیح سے یہ کہلایا تھا و من اصدق من اللہ قیلاً۔ یہ وہ بین قرینہ ہے جو ایک خدا ترس انسان کے دل کو ہلا دینے والا اور حق و باطل کو آنکھوں کے سامنے کھینچ دینے والا ہے لیکن ایک باطل کا دلدادہ اور تاریکی کا فریفتہ اسی طرح اس بیّن قرین قرینہ پر بھی نکتہ چینی اور اعتراض کر سکتا ہے جس طرح کہ قرآن مجید اور خاتم النّبیین سیّد وُلد آدم کے منجانب اللہ ہونے کے قرائن و آیات پر سب باطل پرست نکتہ چینی اور اعتراض کیا کرتے ہیں۔ ایسے اعتراضوں کا دروازہ نہ کبھی پہلے بند ہُوا۔ اور نہ اب ہوگا لیکن سعیدوں کے لئے جس طرح پہلے بیّن قرائن باوجود ان کے اعتراضوں کے کافی ہوتے رہے۔ اسی طرح اب بھی سعیدوں کے لئے باوجود تاریکی کے دلدادوں کے اعتراضوں کے یہ بیّن قرائن کافی ہونگے اور وہ ان کے ذریعہ سے ضرور حق کو پہچانینگے۔

تیسرا قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

صدر انجمن بھی حق و باطل میں امتیاز کرا رہی ہے

حضرت صاحب نے قادیان میں ایک انجمن بنائی اور اسکو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیا۔ اور اسکا مقام ہمیشہ کے لئے قادیان کو مقرر فرمایا۔ اور یہ لوگ خود اسکی نسبت بارہا شائع کر چکے ہیں کہ حضرت صاحب نے اسکے فیصلہ کو قطعی قرار دیا ہے۔

لیکن ان لوگوں نے یہی نہیں کہ پہلے اسکے اس عظیم الشان فیصلہ کو ردّ کیا کہ جناب مولٰنا مولوی نور الدین صاحب خلیفہ ہیں اور سب نئے اور پرانے احمدی ان کی بیعت کریں۔ اور آئندہ آپکا حکم ہمارے لئے ایسا ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا تھا۔ اور پھر اسکے اس فیصلہ کو ردّ کیا کہ مولویصاحب کے بعد اب حضرت میاں محمود خلیفۃ المسیح ہیں۔ اور آئندہ آپکا حکم بھی ہمارے لئے ویسا ہی واجب الاتباع ہے

ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفہ اول کا تھا - اور پھر اس سے بالکل قطع تعلق کر لیا اور آیندہ اسکے سب فیصلوں کو مردود اور ناقابلِ اعتبار قرار دیا - بلکہ مقبرہ بہشتی کی طرح اسکے مقابل بھی ایک نئی انجمن قرار دی - اور اسکا مقام لاہور کو قرار دیا - اور یہ بالکل واضح بات ہے کہ جب خدا کے مسیح نے اس انجمن کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیا ہے - تو اس سے علیحدگی اور اسکا مقابلہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ سے علیحدگی اور اسکا مقابلہ ہے اور جب خدا کے مسیح ؑ نے اسکے فیصلہ کو قطعی قرار دیا ہے تو پھر اسکی بغاوت اور اسکے فیصلہ کا رد کرنا خدا کے مسیح کی بغاوت اور اسکے فیصلہ کو رد کرنا ہے -

انجمن ٹوٹ جانے کی جو وجہ بتاتے ہیں - وہ غلط ہے -

اور اس صریح بغاوت کے لئے بھی وہی عذر لنگ پیش کیا ہے کہ وہ انجمن ٹوٹ گئی ہے کیونکہ اس نے خلیفہ ثانی کے حکم کو اپنے لئے ویسا ہی واجب الاتباع قرار دیدیا ہے جیسا کہ مسیح موعود کا حکم واجب الاتباع تھا - اور میں بتا چکا ہوں کہ یہ عذر صریح غلط ہے کیا انہوں نے خود خلیفہ اول کی خلافت کے انعقاد پر خود یہ اعلان نہیں کیا تھا کہ آیندہ آپکا حکم ہمارے لئے ویسا ہو جیسا کہ خلیفہ اول کا تھا - (دیکھو بدر جون ۱۹۰۸ء)

خلیفہؓ اول نے فیصلہ کیا - کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت ہے - اور ازسرِ نو بیعت لی -

اسکے چند ماہ بعد جب ان کے دماغوں میں بغاوت اور تعلی اور حکومت کا نشہ چڑھا تھا - اور انہوں نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ انجمن خلیفہ کے ماتحت نہیں - بلکہ خلیفہ انجمن کے ماتحت ہے اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول کی خدمت میں میر محمد اسحٰق صاحب نے چند سوالات لکھکر پیش کئے اور آپنے وہ سوالات سب اراکین انجمن اور دیگر اہل علم والرائے کے پاس بھیجے اور ایک خاص تاریخ پر بیرونجات سے اصحاب کو بلایا اور مسجد مبارک کی چھت پر تقریر فرمائی اور ایسا کہنے والوں کو سخت ملامت کی اور فرمایا کہ تمنے بڑا گناہ کیا ہے اور اگر تم اس سے پشیمان اور تائب ہو تو پھر محمد علی اور کمال دین نئی بیعت کریں اور حضرت میاں صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اس بارہ میں کیا خیال رکھتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ میں آپکے حکم کو ایسا

ہی واجب الاتباع یقین کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں حضرت صاحب کے حکم کو واجب الاتباع یقین کرتا ہوں۔ تب خلیفۃ المسیح اول نے فرمایا کہ پھر آپ کو بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اگر خلیفہ کا حکم انجمن کے لیئے واجب الاتباع نہیں تھا۔ بلکہ ایسا کہنے اور تسلیم کرنے سے انجمن بھی ٹوٹ جایا کرتی ہے تو پھر ان لوگوں نے اس مجمع عام میں توبہ کیوں کی اور معافی کیوں مانگی اور نئی بیعت کیوں کی۔ اور کیوں جرأت کر کے خلیفۃ المسیح اول کے سامنے اور اس پر مجمع کثیر کے روبرو یہ نہ کہا کہ ہم تو خلیفہ کو انجمن پر حاکم نہیں مان سکتے۔ کیونکہ اس سے انجمن ٹوٹ جائیگی۔

ان لوگوں کی ایک چالاکی

پھر خلیفہ اول کے وقت برابر اسی پر عملدرآمد رہا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ انجمن کے کاغذات انہی کے تصرف میں تھے انہوں نے عام طور پر یہ کوشش رکھی ہے کہ گو عمل تو اسی پر ہے کہ خلیفہ کا حکم انجمن کے لیئے واجب الاتباع ہے لیکن کاغذات انجمن میں کوئی ایسی بات اندراج نہ ہونے پاتے جس سے آئیندہ یہ ثابت ہو سکے کہ انجمن خلیفہ کے حکم کے ماتحت رہی۔ تاکہ اس شیر خدا کے بعد اگر کوئی دوسرا خلیفہ خدانخواستہ مقرر ہو جائے تو ہم اسکے اتباع کے جوئے سے تو اپنی بلند گردنوں کو آزاد کر سکیں مگر شکر ہے ابتک اس عملدرآمد کے دیکھنے والے زندہ ہیں۔

کاغذات سے ظاہر ہے کہ انجمن ماتحت خلیفہ اول رہی

دوم۔ باوجود اس بلیغ کوشش کے کاغذات انجمن کو بھی بالکل اس ثبوت سے معرّیٰ نہیں رکھ سکے۔ بلکہ بہت سے شکستہ آثار ان میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ جو کہ اس مقتدرانہ حکومت خلیفہ کا پتہ دیتے ہیں

مسیح موعود کی مقرر کردہ انجمن مقبرہ کے مقابل اپنا مقبرہ اور انجمن بنانیوالے کیونکر حق پر ہو سکتے ہیں

اور پھر میں کہتا ہوں کہ خدا کی ہستی اور اسکی توحید اور اسکے سب صفات کاملہ کے براہین اور انبیاء کی صداقت کے آیات پر مخالفین کی طرف سے ابتک نکتہ چینی جاری ہے لیکن باوجود اسکے یہ براہین و آیات ان دعاوی کے اثبات میں قاصر نہیں اسی طرح باوجود انکے ایسے واہی تباہی اعتراضوں اور بارد عذروں

کہ یہ قرائن بیّنہ اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر نہیں کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے لیکن سعادت ازلی اور خوف خدا ہر ایک امر میں شرط ہے پھر ان بندگان خدا نے خدا کے مسیح سے ساتھ تمسخر کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ اگر خدا کے مسیح کے قرار دادہ مقبرہ بہشتی کے مقابل محمد علی اور صدرالدین کا قرار دادہ مقبرہ بہشتی موجود ہے جس کی حقیقت کو صدرالدین نے ایک دوست کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ تشریح کیا تھا کہ یہ الّوؤں کے لئے بہشتی مقبرہ قرار دیا گیا ہے تو ان کے سب اہل الرائے نے لاہور میں جمع ہو کر خدا کے مسیح کی مقرر کردہ انجمن کے مقابل ایک اور انجمن بنا کر اس تمسخر کی تکمیل کی ہے۔ خدا کے مسیح کے ہاتھ سے مقرر کردہ انجمن جس کا مقام ہی یہی قادیان ہے جس کو خدا کے مسیح نے اس کیلئے ہمیشہ کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ اور وہ اپنے مقدس کاموں کو بھی اب تک ایسی ہی کر رہی ہے جیسی کہ وہ پہلے کیا کرتی تھی۔ وہ تو اسلئے وہ انجمن نہ رہی کہ اس نے پہلے خلیفہ کی طرح دوسرے خلیفہ کے حکم کو اپنے لئے واجب الاتباع یقین کر لیا۔ لیکن وہ انجمن جس کو نہ خدا کے مسیح نے خود مقرر کیا نہ اسکے زمانہ میں تقرر ہوا۔ اور نہ اسکے حکم سے ہوا۔ اور نہ خلیفہ اول نے کیا نہ اسکے حکم سے ہوا۔ اور نہ اسکے زمانہ میں ہوا بلکہ بعد کے زمانہ میں چند اور اشخاص نے اس بنی انجمن کے مقابلہ میں اسکو مقرر کیا اور مقام اسکا لاہور مقرر ہوا۔ وہ خدا کے مسیح کی انجمن اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین اور قطعی الفیصلہ قرار پائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بو العجبی ہو سکتی ہے۔

چوتھا قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

وہ حق پر نہیں ہو سکتا جس کا خدا کے رسول کے تختگاہ سے قطع تعلق ہو گیا +

خدا کے مسیح نے قادیان کو مرکز قرار دیا اسکو خدا کے رسول کا تختگاہ اور بابرکت مقام اور مرجع الخلائق قرار دیا لیکن انکا اس سے بالکلیہ قطع تعلق ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اس عرصہ دراز میں محض

دین کے لیے بھولے ہوئے بھی اسکی طرف رخ نہیں کیا دور کی بات نہیں جب مولوی محمد علی صاحب کی نسبت حضرت میاں صاحب نے سُنا کہ وہ یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو آپ نے اُن سے دریافت کیا تو مولوی صاحب نے اسکا جواب یہ دیا کہ کیا میں قادیان کو چھوڑ سکتا ہوں میں تو فقط موسم گرما گزارنے اور ترجمہ کے لیے جانا چاہتا ہوں" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک وہ بھی قادیان کو ہماری طرح ہی خیال کرتے تھے لیکن اب وہ اس سے ویسے ہی بے تعلق ہیں جیسے کہ پرانے غیر احمدی لاتعلق ہیں[ملہ]۔ یہ قرینہ بھی صاف دکھاتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر اور کون خدا کے مسیح کے ساتھ نسبت رکھتا ہے اور کون اس نسبت کو چھوڑ بیٹھا ہے

پانچواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

حضرت صاحب کی مقررہ کردہ پانچ مدوں میں سے چندہ نہ دینے والے حق پر نہیں ہو سکتے

خدا کے مسیح نے قادیان میں اپنے کاروبار کے لیے پانچ مدیں قرار دیں۔ اور ان میں ہر ایک بیعت کنندہ احمدی پر ماہوار چندہ لازم قرار دیا۔ اور بعد میں یہ بھی فرما دیا۔ کہ جو احمدی تین ماہ متواتر ان مدات میں چندہ نہ دے وہ جماعت سے خارج

لیکن انہوں نے قادیان میں ان مدات کے لیے چندہ دینا بند کر دیا۔ اور ۱۰ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ کوئی چندہ قادیان میں نہیں دیا اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی قادیان میں خدا کے مسیح کی مقرر کردہ مدات میں چندہ دینے سے روکا۔ اور بار بار اور زور کے ساتھ روکا۔ بلکہ خدا کے مسیح کے ساتھ تمسخر اور مقابلہ کیا کہ خدا کے مسیح نے جو قادیان میں مدیں مقرر کی تھیں۔ ان کے مقابل انہوں نے لاہور میں چندہ مدات کھولکر لوگوں کو یہ کہنا شروع کیا۔ کہ لوگو اب قادیان میں کوئی چندہ نہ دو۔ بلکہ لاہوری انجمن کو دو۔

قادیان والی مدات کی مخالفت سچے احمدی سے نہیں ہو سکتی

کیا اس کے ساتھ خدا کے رسول کے تخت گاہ کو نقصان پہنچانا مدنظر نہ تھا۔ کیا اس کے

[ملہ] دنیاوی رسوم و شادی پر مرگ پر تو ہندو اور سکھ بھی آملتے ہیں۔

ساتھ اس کاروبار کو بند کرنا اور تباہ کرنا مقصود نہ تھا۔ جس کو خدا کے مسیح نے دار رسالت میں جاری کیا ہے کیا اسکے ساتھ انہوں نے ان تعلیمگاہوں کو بند کرنا نہیں چاہا۔ جن کو خدا کے مسیح کے اپنے ہاتھ سے جاری کیا تھا کہ جس ہاتھ کو خداوند تعالیٰ اپنا ہاتھ فرماتا ہے اور کیا اس سے انہوں نے اس مجمع مہاجرین کو پراگندہ کرنیکا ارادہ نہیں کیا جو کہ اپنے دور دراز وطنوں اور آباد گھروں اور پیارے دوستوں اور عزیز خویش و اقارب سب کو چھوڑ کر دار رسالت میں محض للہ ڈیرہ زن ہوئے ہیں۔ کیا کسی دشمن سے دشمن نے بھی خدا کے مسیح کے عمر بھر کے لگائے اور تیار کئے ہوئے درختوں کو اس بیدردی کے ساتھ بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے اس قسم کی بلیغ کوشش کی ہے۔ یا اس قسم کا نیز حربہ چلایا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ جو لوگ خدا کے مسیح کی عمر بھر کی محنت کو اس بیدردی اور بے رحمی کے ساتھ برباد کرنے والے ہوں وہ اسکے سچے مرید اسکے حقیقی متبع اور اسکے مستحق جانشین اور جائز نائب ہوں۔ ایں محال است و جنوں

چھٹا قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

ایک نبی یا مامور کے اہلبیت سب کے سب گمراہ نہیں ہو سکتے

جاؤ ساری تاریخیں دیکھ ڈالو۔ بائبل اور دیگر صحف انبیاء پڑھ لو۔ اور مختلف مذاہب کی کتب کی ورق گردانی کر لو۔ اور ہر ایک مذہب کے ماہروں سے دریافت کر لو کہ کیا کبھی ایسا واقعہ آدمؑ سے لیکر اسوقت تک ہوا ہے کہ کوئی نبی اور رسول یا مہدی اور مجددؑ اور مامور من اللہ ہو۔ جس کو خداوند تعالیٰ نے اسکی قوم یا سب لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہو اور اسکے وہ سارے کے سارے اہلبیت اس کے مرنیکے بعد گمراہ ہو گئے جن سے وہ راضی ہو گیا ہو۔ یا سارے کے سارے اہلبیت بدوں استثنا شخصے سب کے سب ہی گمراہ رہے ہوں اسکی کوئی مثال آپ کو نہ ملے گی۔

مسیح موعود جیسے عظیم الشان مصلح کے تمام اہلبیت گمراہ رہیں یہ غیر ممکن ہے

تو پھر خدا کے اس نبی اور رسول اور مجدد اور مہدی اور مامور من اللہ

کے سارے کے سارے اہلبیت کس طرح گمراہ رہ سکتے ہیں۔ یا جن سے وہ راضی گیا وہ سارے کے سارے کس طرح اسکے جانیکے بعد گمراہ اور ضال و مضل ہو سکتے ہیں جو کہ سب انبیاء کا موعود اور جو کہ خاتم النبیین کی طرح سب نسل آدم کے لئے مبعوث ہوا۔ اور جو کہ دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کی تکمیل واتمام کرنے والا قرار پا چکا ہے اور جو کہ شیطان کے ساتھ آخری جنگ کرنے والا اور اس پر اور اسکے حزب پر آخری اور دائمی فتح پانے والا اور جو کہ اپنے سانس سے کفار کو قتل کرنے والا اور جو کہ اسلام کو وہ ہمیشہ ترقی دینے والا قرار پایا ہوا ہے جو کبھی کسی خلیفہ اور مجدد کے وقت یا کسی زمانہ میں نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی کیا باہر تو اسکی یہ ہمیشہ کامیابی اور یہ شان اور اپنے اول سارے اہلبیت کی نسبت یہ ناکامی اور نامرادی کہ سارے کے سارے بدوں استثنا شخصے گمراہ رہیں یا جن سے وہ راضی رہا اور راضی گیا وہ سب کے سب بدوں استثنا شخصے اسکے رخصت ہوتے ہی گمراہ ہو گئے

احمدی جماعت کے اتقیٰ واعلم کو گمراہ کہنے والے حق پر نہیں ہو سکتے

بلکہ اسکا یہ مرض ایسا متعدی ہو۔ کہ جو شخص اسکی کامل اتباع کرنیوالا ہے اور سب اتباع کی نسبت اس سے زیادہ فیض پانے والا تھا۔ گو وہ اسکے فیض سے صوفی کامل یا احمدی یا خلیفہ اول بھی ہو گیا اس کی بیعت سب نئے اور پرانے متبعین کے لئے ضروری بھی ہو گئی لیکن پھر بھی وہ اپنے مرشد کی اس متعدی مرض سے نہ بچ سکا کہ اسکے بھی رخصت ہوتے ہی اسکے وہ سب اہلبیت کہ جن سے وہ راضی گیا تھا سب کے سب بدوں استثناء شخصے گمراہ ضال اور مضل ہو گئے۔

اہلبیت کے گمراہ ہونے سے مسیح موعود کی صداقت پر حرف آتا ہے

اور پھر سب اہلبیت کے گمراہ اور ضال اور مضل ہونے سے ایک یہ بڑی خرابی لازم آتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول ہمیشہ آنحضرت صلعم کی صداقت کے لئے سب سے بڑی شہادت حضرت خدیجہ رض اور حضرت عائشہ کی شہادت قرار دیا کرتے تھے اور بارہا احمدیوں کی طرف سے اسکو پیش بھی کیا گیا ہے لیکن جب خدا کے مسیح کے سب اہلبیت گمراہ ہو گئے تو ان سب کی گمراہی سے حضرت مسیح موعود کے برخلاف بہت زبردست شہادت قائم ہوتی ہے۔

ساتواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

انبیاء اور اولیاء کی مبشر اولاد ضرور صالح اور حق پر ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ میری اولاد سب تیری عطا ہے۔ ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے۔ پھر اپنے اشتہاروں اور کتابوں میں خدا کی ان بشارتوں کو الہامی الفاظ میں لکھکر دنیا میں شائع کیا ہوا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۷۸ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ قد اخبر رسول اللّٰہ ان المسیح الموعود یتزوج و یولد لہ۔ ففی ھٰذا اشارۃ الی ان اللّٰہ یعطیہ ولدًا صالحًا یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللّٰہ المکرمین۔ والسّر فی ذلک ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصّٰلحین الخ

پس پہلی عبارت سے ثابت ہے کہ یہ بیٹے الہی بشارتوں کے ساتھ ہوئے ہیں اور ہو چکے ہیں۔ اور حاشیہ کی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو خداوند تعالے جس اولاد کی بشارت دیتا ہے وہ ضرور ہے۔ کہ صالحین میں سے ہو۔ کیونکہ وہ تب ہی ان کو اولاد کی بشارت دیا کرتا ہے کہ اسکے ہاں مقدر ہو چکا ہو کہ وہ صالحین میں سے ہو گی۔ دونوں کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان تینوں بیٹوں کی خدا نے اپنے نبی اور ولی مسیح کو بشارت دی لہذا ضروری ہے کہ یہ سب صالحین میں سے ہوں اور ظاہر ہے کہ صالحین کے مقابل اور انکو ضال اور مضل کہنے والے اور اصول مذہب میں انکی مخالفت رکھنے اور کرنے والے فاسقین ہوتے ہیں۔ پس یہ قرینہ بھی صاف صاف بتاتا ہے۔ کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر

اٹھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

خلیفہ ثانی مصلح موعود ہے۔ اور مصلح موعود کے مخالفین حق پر نہیں سمجھے جا سکتے

ان بیٹوں کی نسبت خدا کے مسیح نے اپنے اشتہاروں اور اپنی کتابوں میں یہ الہامات شائع فرمائے ہیں وہ اسکے

”اسکے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائیگا وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائینگی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جاویگا وکان امراً مقضیا“

پھر اسی سبز اشتہار کے حاشیہ میں لکھا ہے

”اور خدا تعالےٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے“

پھر اس سبز اشتہار میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ

”خدا تعالےٰ نے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔ اول یہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنے والوں پر بخشش اور برکت کے دروازے کھولے . . . . . . دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا انکی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجاویں اور انکے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جاویں سو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں پس اول اس نے قسم اول کے

انسانی رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا۔ ۔ ۔ ۔ اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اسکی تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجیگا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ / جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اسکے بارے میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے‘‘

پھر اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۲۲ / مارچ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے کہ

’’لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو جائیگا‘‘

پھر آپ نے ۸ / اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں لکھا کہ

’’آج ۸ / اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس عاجز پر اسقدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا‘‘ پھر سبز اشتہار میں عبارت محولہ بالا سے پہلے یہ عبارت ہے۔ کہ:۔

’’اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا‘‘

پھر اسی سبز اشتہار میں یہ بھی ہے کہ

’’کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک اور الہام میں اسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے‘‘

پھر اشتہار تکمیل تبلیغ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ’’خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جاویگا۔ جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا

تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ

ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف

کے بعد پھر اطلاع دیجاویگی۔

پھر آپ نے سبز اشتہار میں لکھا ہے کہ

"ابھی خیال سے اور انتظار میں (کہ یہ پیدا شدہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا اسی نو سالہ میعاد کے اندر اندر کوئی اور پیدا ہوگا۔ (ناقل) سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی۔ تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے۔ تب اسکا مفصل و مبسوط حال لکھا جائے"۔

یہ سبز اشتہار کہ جس میں سراج منیر کے توقف کا لکھا گیا ہے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو چھپا ہے اور بشیر ثانی کی پیدائش جس کا دوسرا نام محمود ہے جب اسکی عمر ۹ سال کی ہو گئی تو تب حضرت مسیح موعود نے اتنی مدت بعد سبز اشتہار والا وعدہ پورا کیا۔ اور سراج منیر کو شائع کیا اور اس میں صفحہ ۳۱ پر لکھا کہ

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اسکا نام محمود رکھا جائیگا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں (جو کہ ۹ سال مقرر کی گئی۔ ناقل) پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے"۔ حاشیہ۔ "ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا"۔

پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۰ میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

"تب خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونیکے بارے میں یہ بشارت ہے۔

دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ ابتک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔

زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدہ کا ٹلنا ممکن ہے یہ عبارت سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کی ہے جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

ان عبارات منقولۂ بالا سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰ فروری والے اشتہار میں جو عظیم الشان بیٹے کی نسبت الہامات درج ہیں۔ ان سے پہلے ایک ہی بیٹے کی پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ پھر اسی پیشگوئی پر بعض نے یہ اعتراض کیا کہ "عرصہ ڈیڑھ ماہ سے مشتہر کے گھر لڑکا پیدا شدہ ہے اور نیز یہ کہ ایسی پیشگوئی دائیاں بھی کر سکتی ہیں" تو اسکا جواب حضرت صاحب نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں دیا۔ اور اس اشتہار میں بجز اس پیشگوئی کے کوئی اور پیشگوئی یا کسی اور لڑکے کی پیشگوئی ہرگز مذکور نہیں ہوئی اور اس اشتہار میں اسی پیشگوئی اور اسی بیٹے کے تولد کے لئے وعدہ الٰہی سے نو سال مقرر فرما کر یہ لکھ دیا کہ ایسا لڑکا اس عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا پھر اسی پیشگوئی اور اسی بیٹے کی نسبت جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں جو نو سال کی میعاد مقرر کی گئی تھی اسپر بعض نے یہ اعتراض کیا کہ "نو سال کی میعاد بہت گنجایش رکھتی ہے اس طویل عرصہ میں تو کوئی نہ کوئی بیٹا پیدا ہو ہی جائیگا" تو حضرت صاحب نے اسکے جواب میں ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں اصل جواب دینے کے بعد لکھا کہ "ماسواء اسکے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا (۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء والے اشتہار ناقل) کے دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جلشانہ کی طرف سے اس عاجز پر اسقدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا" جس کی تفصیل ہم اسی اشتہار سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔ کہ "غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا" اسکے بعد حضرت صاحب نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں یہ الہام لکھا کہ "وہ ایک اولوالعزم پیدا ہو گا وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہو گا وہ تیری نسل سے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی و ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء" اسمیں

فرزند دلبند گرامی ارجمند الخ تو بعینہٖ وہ الفاظ ہیں جو کہ اس عظیم الشان بیٹے کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ اور پھر اس خط میں جو کہ ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضرت صاحب نے حضرت مولوی نور الدین کو لکھا تھا۔ اس میں فرمایا ہے کہ اسلئے الہامی عبارت میں جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج تھی ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا کہ گویا ایک ہی ذکر ہے ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بشیر رکھا ہے چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا۔ یہ وہی بشیر ہے۔ جسکا دوسرا نام محمود ہے جسکی نسبت فرمایا اولو العزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا یخلق ما یشاء۔

اس مکتوب کی اس عبارت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ۱۰ جولائی والے اشتہار میں جو الہام درج ہے۔ اسکا ابتدائی حصہ نظیر ہوگا تک بھی اسی دوسرے لڑکے کی نسبت ہے جس کا ذکر ۲۰ فروری والے اشتہار میں اسکے ساتھ فضل ہوگا سے شروع ہونے کی حضرت مسیح موعود نے بذریعہ الہام خبر دی ہے پھر اسی ۲۰ فروری والے الہام کا ذکر سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں لکھا اور اسی کی تشریح اور تفسیر کی ہے چنانچہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ "خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے" اور ظاہر ہے کہ یہ عبارت وہی ہے جو کہ اشتہار مورخہ ۲۰ فروری میں الہامی کلام قرار دیکر درج کی گئی ہے اور پھر اس سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ ۲۰ فروری والے اشتہار میں مصلح موعود کی پیشگوئی ہے۔ اور وہ اسکے ساتھ فضل ہے سے آخر الہام تک ہے۔ اور سبز اشتہار میں ہے "اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اسکے ساتھ فضل ہے کہ جو اسکے ساتھ آئیگا" جس میں مصلح موعود کی پیشگوئی کی تصریح موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے اس انکار کی قطعاً گنجائش نہیں رہتی کہ سبز اشتہار میں مصلح موعود کی پیشگوئی نہیں بلکہ جس طرح ۲۰ فروری والے الہام کے سبز اشتہار میں موجود ہونے سے بالبداہت یہ ثابت ہوتا ہے کہ دونوں اشتہاروں میں پسر متوفی کے علاوہ ایک ہی لڑکے یا بلفظ دیگر مصلح موعود کی پیشگوئی ہے اسی طرح اس مذکورہ بالا حوالے سے جس میں مصلح موعود کا لفظ موجود ہے بالمشاہدہ اور برویۃ العین ثابت ہوتا ہے کہ دونوں اشتہاروں میں مصلح موعود کی پیشگوئی

مذکور ہے شاید تعصب اور شدید کینہ سے بصیرت کی طرح بصارت پر بھی برا اثر پڑتا ہے اور یہ ایسا اثر بعض
افراد کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر سبز اشتہار سے یہ بھی صاف ثابت ہے کہ اس بیٹے اور اس مصلح موعود
کے نام جس کی پیشگوئی ۲۰ فروری۔ ۱۰ جولائی اور سبز اشتہار میں ہے فضل۔ بشیر محمود۔ فضل عمر ہیں
اور الہامی نام ہیں چنانچہ سبز اشتہار میں عبارت محولہ بالا کے بعد متصل یہ عبارت درج ہے۔ "اور مصلح
موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی
بھی ہے اور ایک الہام اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے" پھر اسکے بعد متصل فرماتے ہیں۔ "اور
ضرور تھا کہ اسکا آنا معرض التوا میں تھا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا
جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر
ثانی کے لئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا" تو جب مصلح موعود کا التوا
جبتک ہی ضرور تھا کہ بشیر اول پیدا ہو کر پھر واپس اٹھایا جائے تو پھر اس سے صاف ثابت ہوا کہ بشیر اول
کے واپس اٹھائے جانیکے بعد اسکا اور التوا نہیں۔ بلکہ ضرور وہ اسکی واپسی کے بعد متصل بدون توقف
و التوا پیدا ہو گا۔ نیز جب بشیر اول بشیر ثانی کے لئے ارہاص تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ ضروری ٹھہرا
کہ ان دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر ہو۔ اور دونوں کا دو پیشگوئیوں میں بالفصل ذکر جائز اور مناسب
نہ رہا تو پھر اس سے بڑھ کر اسکی بھی ضرورت ثابت ہوئی کہ انکی پیدائش بھی متصل ہو اور ان میں فصل
ناجائز و ممتنع اور نامناسب و غیر موزون ہے۔ پس جس طرح ان الہامی ناموں سے پتہ لگ سکتا ہے
کہ ۲۰ فروری اور ۱۰ جولائی اور سبز اشتہار والی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق کون بیٹا ہے۔ وہ
جو محمود ہے وہ جو بشیر ہے۔ وہ جس کے آنے کے ساتھ فضل آیا۔ وہ جو کہ بالآخر آخری الہام کے
مطابق فضل عمر ہوا۔ اسی طرح اسکی شناخت بشیر اول کی واپسی کے بعد بدون التوا کے پیدا ہونا
اور بلافصل اسکے بعد تولد ہونا ہے۔ اور وہ وہی بشیر و محمود اور فضل و فضل عمر ہے جو بشیر اول کی
واپسی کے بعد بدون التوا کے پیدا ہوا۔ اور بشیر اول کی پیدائش کے بعد بلافصل پیدا ہوا جو کہ اس
کے لئے بطور ارہاص تھا۔ اور جو اسکے ساتھ ایک ہی پیشگوئی میں مذکور ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب
نے سراج منیر کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض جاہل محض جہالت سے یہ پیش کرتے ہیں کہ جب پہلے
لڑکے کا اشتہار دیا تھا۔ اسوقت لڑکی کیوں پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ اس اعتراض میں

وہ سراسر خیانت کر رہے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں دکھلا دیں کہ پہلے اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی حمل میں بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائیگا اور اگر پیدا ہونے کے لئے اس اشتہار میں کوئی وقت بتلایا نہیں گیا تو کیا خدا کو اختیار نہیں تھا کہ جس وقت وہ چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا۔

پھر اس سے بڑھکر حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۷ میں لکھا ہے کہ "میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا اور مخالفوں نے جیسا کہ انکی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خداوند تعالے نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اسکے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا۔ اور اسکا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا تب میں نے سبز رنگ کے اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اسکا نام محمود احمد رکھا گیا۔" سو اگر بشیر اول کی واپسی کیساتھ اور اسکی پیدائش کے بعد بلا فصل پیدا ہونا ضروری نہ ہوتا اور یہ اسکے علامات خاصہ اور لازمہ اور ضروریہ سے نہ ہوتا تو آپ ایسا کبھی نہ لکھتے اور اسپر زور دیتے کہ ستر دن بھی اسکی موت پر نہ گزرے تھے کہ محمود احمد پیدا ہو گیا۔

پھر اس سے تعیین اس طرح ہو گی کہ انزال رحمت کے دو طریق بیان کئے ہیں اور دوسرا طریق ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفا ہے اور حضرت صاحب نے خبر دی ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ میری اولاد کے ذریعہ سے دونوں شق ظہور میں آجائیں اور فرمایا تھا کہ دوسری قسم کی تکمیل کے لئے خدا تعالے دوسرا بشیر (جو کہ مصلح موعود کے چار الہامی ناموں میں سے ایک ہے) بھیجیگا۔ پس جو بشیر ثانی بشیر اول کے بعد بلا فصل پیدا ہو اور اسکی واپسی کے بعد بدون التواء آئے اور محمود ہو فضل ہو فضل عمر ہو۔ اور ان سب باتوں کے علاوہ انزال رحمت کی قسم ثانی کی تکمیل کرنے والا یعنے مرسل یا نبی یا امام ان میں سے کسی کا خلیفہ ہو وہی مصلح موعود ہوگا۔ چنانچہ وہ بشیر جو کہ محمود و فضل و فضل عمر ہے اور بشیر اول کی واپسی کے بعد بدون التواء کے آیا اور اسکی پیدائش کے بعد بلا فصل پیدا ہوا۔ وہ خدا کے مرسل نبی کا خلیفہ بھی ہو گیا۔ پھر آمین میں ہے ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھادونگا کہ اک عالم کو پھیرا

چنانچہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد بہت سے لوگ بعض حضرات کی کوشش سے احمدیت سے دور چلے گئے تھے اور حضرت مولوی صاحب کی وفات کے بعد تو ایک طوفان برپا ہو کر ہزاروں لوگ احمدیت سے کوسوں دور چلے گئے مگر خدا کے مسیح کے ایک بیٹے نے ایک عالم کو پھیر کر پھر حقیقی احمدیت کے چشمہ پر انکو لا کھڑا کیا ہے۔

پھر اسکے صفات خاصہ اور لازمہ میں سے ایک صفت الہام الٰہی نے یہ رکھی ہے کہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ جیسا کہ ۲۰ فروری والے اشتہار سے پہلے نقل کر آئے ہیں اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ اس الہام میں نہ یہ قید لگی ہوئی ہے کہ دوسری زوجہ سے جو بیٹے ہونگے ان میں سے تین کو چار کریگا اور نہ یہ قید ہے کہ زندہ تین بیٹوں کو چار کریگا۔ اور نہ ان قیود کے لئے الہام میں قرینہ ہے پس بدوں از خود کلام الٰہی میں دخل دینے کے کلام الٰہی سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ اسی قدر ہے اور اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ ملہم کے تین بیٹوں کو (خواہ وہ ایک بی بی سے ہوں یا متعدد سے اور زندہ ہوں یا مردہ اور ملہم کے پیرو ہوں یا مخالف کیونکہ جو ہوں شمار میں اسکے بیٹے شمار ہونگے) چار کریگا اور ہم دیکھتے ہیں کہ جو بشیر ثانی۔ محمود۔ فضل۔ فضل عمر۔ بشیر کی واپسی کے بعد بدوں التواء اور اسکی پیدائش کے بعد بلا فصل پیدا ہوا اور پھر بالآخر خلیفہ بھی ہو گیا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا جو تھا بیٹا ہونے کی وجہ سے تین کو چار کرنے والا بھی ہے اور وہی ہے نہ کوئی اور کیونکہ اور جو کوئی تین کو چار کرنیوالا تجویز ہوتا ہے وہ کلام الٰہی اور واقعہ کے مطابق نہیں۔ بلکہ از خود قیود لگانے کے ساتھ بنتا ہے اور بشیر ثانی کلام الٰہی اور واقعہ کے مطابق ہوتا ہے کیونکہ حضرت صاحب کے دو بیٹے۔ سلطان احمد۔ فضل احمد موجود تھے۔ اور بشیر اول (جسکا بموجب الہام الٰہی تین کو چار کرنیوالے سے پہلے پیدا ہو کر واپس جانا ضروری قرار پا چکا تھا) پیدا ہو کر واپس جا چکا تھا اور ان تینوں کے بعد بشیر ثانی نے بدوں التوا اور بلا فصل اسکے بعد آکر ان تینوں بیٹوں کو چار کر دیا پہلے دو بیٹوں کو کسطرح شمار نہ کیا جائے حالانکہ حضرت صاحب نے اشتہار واجب الاظہار میں ان دونوں کو شمار کیا۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار واجب الاظہار میں لکھتے ہیں کہ "ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا" پھر حضرت صاحب نے بشیر اول کے سوا اگر

الہامی طور پر کسی بیٹے کی پیدائش کے لئے میعاد مقرر کی ہے تو وہ بشیر ثانی محمود ۲۰ فروری ۱۰ جولائی یکم دسمبر کے اشتہار والا ہی ہے اور بس۔ اور ہم پہلے سراج منیر کی عبارت نقل کر آئے ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا۔ اور اب نویں سال میں ہے اور پھر حقیقۃ الوحی کی عبارت بھی لکھ آئے ہیں جس میں پہلے آپ نے اشتہار کی یہ عبارت نقل فرمائی ہے مگر خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدے کا ٹلنا ممکن نہیں ہے۔ اور پھر اسکے بعد لکھتے ہیں اسکے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔ اور ابتک بفضلہ تعالےٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔" اور اسکے سوا نہ کسی اور کے لئے میعاد مقرر فرمائی اور نہ یہ حتمی اور یقینی اور قطعی طور پر کسی دوسرے کے لئے فرمایا۔ کہ خدا کے مقرر کردہ میعاد میں پیدا ہوا ہے جیسا کہ سراج منیر کے حاشیہ کی عبارت سے ثابت ہے جو پہلے نقل ہو چکی ہے جس میں فرمایا "تمام سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا"

پس یہ سب امور صاف اور یقینی طور پر بشیر ثانی (محمود) کو مصلح موعود اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیتے

محمود مصلح موعود نہیں تو اسے اولوالعزم اور حسن و احسان میں نظیر اور اسی لحاظ سے مسیح کا نظیر، حق پر ماننے کے سوا چارہ نہیں +

ہیں لیکن میرا منشاء یہاں پر مصلح موعود ثابت کرنا نہیں بلکہ یہ دکھانا مقصود ہے کہ حقیقت میں وہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار عظیم الشان الہام کا مصداق اور ان الہامی اوصاف اور عظمتوں والا ہے اور اگر کسی نادان کا یہ قول بھی بفرض محال تسلیم کیا جائے کہ سبز اشتہار ۱۰ جولائی والے اشتہار والی پیشگوئی کا تکرار ہے نہ ۲۰ فروری والے اشتہار کی پیشگوئی کا تو پھر بھی یہ کسی طرح تسلیم نہیں ہو سکتا کہ سبز اشتہار میں مصلح موعود کی پیشگوئی یا اسکا ذکر نہیں کیونکہ ہم لکھ آئے ہیں کہ اس میں اور اسمیں ذکر کی ہوئی پیشگوئی میں مصلح موعود لکھا ہوا موجود ہے اور گو اسکا انکار انکار مشاہدات و محسوسات و مبصرات اور سوفسطائی پن ہے لہذا اسکو تسلیم تو ہرگز نہیں کر سکتے مگر دشمن عنید کی تسوید الوجہ کے لئے ہم تھوڑی دیر کیلئے اس سے اپنی توجہ اور نظر التفات کو پھیر سکتے ہیں۔ اور اسکو پھیر کر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پھر بھی محمود اور بشیر ثانی اولوالعزم اور حسن و احسان میں خدا کے مسیح کا نظیر اور حضرت کے مسیح کا فرزند دلبند گرامی و ارجمند

اور مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء کا شاہانہ تاج خدا کی طرف سے اپنے سر پر علیٰ رؤس الاشہاد علیٰ رغم انف مخالف رکھتا ہے بس کیا جس کے سر پر خدائے ذوالجلال نے یہ عزت کا تاج رکھا ہو وہ حق پر ہے یا جو اسکے مقابل پر ہے اور اسکا سر الٰہی اعزاز سے خالی ہی نہیں۔ بلکہ آگے چل کر انشاء اللہ ہم بتائینگے کہ خدا نے اپنے غضب کا سیاہ داغ اسکی پیشانی پر لگایا ہوا ہے۔ پھر اسی طرح دوسرے بیٹوں کے لئے بھی عظیم الشان الہام اشتہاروں اور کتابوں میں موجود ہیں مثلاً حضرت مسیح موعود نے یاتیک قمر الانبیاء کا مصداق بھی اپنے موجودہ بیٹوں میں سے ایک کو قرار دیا ہے۔ پس کیا ان الہامات والے سب بیٹے نوضال ومضل اور گمراہ اور اس امت کے ضالین اور عیسائی بن گئے اور ان کے مقابل اور انکو ضال ومضل بلکہ کافر کہنے والے حق پر ہو گئے ان ھٰذا الا اختلاق

نواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

حضرت صاحب کے بیٹے اگر ضال ومضل ہیں۔ تو کیا آپ کی سب دعائیں اکارت کی گئیں

پھر حضرت مسیح موعود نے ان بیٹوں کے لئے بہت عظیم الشان دعائیں کی ہوئی ہیں۔ اور ان کو خود دنیا میں شائع کیا ہوا ہے مثلاً محمود کی آمین میں فرماتے ہیں۔ سے

کر انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت

دے رشد اور ہدایت اور عمر اور دولت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر
رتبہ میں ہوں یہ برتر دے ان کو تاج و افسر

شیطان سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پر ز نور رکھیو۔ دل پر سرور رکھیو

ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اسکو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ انکو گندے
کر دور انسے یا رب دنیا کے سارے پھندے

چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے میرے دل کے پیارے اے مہربان ہمارے — کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے میرے جاں کے جانی اے شاہ دوجہانی — کر ایسی مہربانی ہو وے نہ ان کا ثانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری — رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے در کے واری
اپنی پناہ میں رکھیو سن کر یہ میری زاری — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں — حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

اسی طرح اور بہت سی عظیم الشان دعائیں کی ہیں جن سب کی نسبت غالب امید قبولیت کی ہے پھر ایسا تو وہم میں بھی نہیں کہ سب بیٹوں کے لئے اسقدر ادعیہ کثیرہ اس قدر بالحاح و زاری کے ساتھ خدا کے اس پیارے مہدی و مسیح موعود نے کی ہوں جس کو خدا فرماتا ہے کہ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک جس کی بہت کثرت کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی دنیا نے مشاہدہ کی ہیں اور پھر ان میں کسی ایک بیٹے کے لئے بھی ایک دعا بھی ان میں سے قبول نہ ہو۔ بلکہ سب بیٹوں کے حق میں وہ سب ادعیہ کثیرہ جو بڑے الحاح و زاری کے ساتھ بار بار کی گئی ہیں یکقلم رد کیجائے اور اگر ان میں سے ایک کے لئے ایک دعا بھی قبول ہوتی ہے تو پھر کم از کم وہ بیٹا کافر ضال اور مضل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ ہدایت پر ہو اور چونکہ سب بیٹے ایک ہی اعتقاد و مذہب پر ہیں اور مخالف ان سب ہی کے مخالف ہیں پس حق اسی طرف ہے جس طرف وہ سب ہیں جن میں کم از کم ایک ہدایت یافتہ ہے اور وہ یقیناً باطل پر ہیں جو کہ ان سب کے مخالف ہیں۔

ہر نبی کی ایک دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے اور وہ اولاد کے حق میں ہے

بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوں بھی انبیاء و رسل کی بہت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور کبھی بعض امور کی نسبت خداوند تعالیٰ ان کو وعدہ دیتا ہے کہ اگر تم ان امور کے لئے دعا کرو گے تو میں قبول کرونگا مگر اسکے علاوہ ہر ایک نبی کے لئے ایک مستجاب دعا ہوتی ہے کہ وہ ضرور قبول کی جاتی ہے اور رد نہیں ہوتی۔ اور پھر ہر ایک نبی اس کو حسب ضرورت و موقعہ اور موافق منشاء خود انتخاب کرتا ہے۔ پس جس طرح

حضرت مسیح موعود کو بعض دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ پہلے سے دیا ہے اسی طرح حضرت صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مقبول دعا حضرت زکریا کی دعا کی طرح جو کہ (رب ھب لی من لدنک ولیاً یرثنی و یرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیاً ہے) اپنی اولاد بلکہ یوں کہئے کہ اولیاء صدق کے لئے مخصوص کی ہے چنانچہ آپ آمین مبارکہ میں یوں فرماتے ہیں ؎

مرے مولا مری یہ اک دعا ہے — تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھکو جو اس دل میں بھرا ہے — زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے — ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے — وہ دے سب ان کو جو مجھ کو دیا ہے

یہ دعا قبول ہونے کا الہام ہو چکا ہے
پس آپ کی اولاد ضرور حق پر ہے

پھر جو ان کے لئے دعائیں کی ہیں ان میں سے بعض کے لئے صاف صاف بشارات الٰہیہ موجود ہیں۔ جو کہ ان دعاؤں کی قبولیت پر دال ہیں چنانچہ مبارکہ کی آمین میں آپ فرماتے ہیں ؎

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد — بشارت تونے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد — بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تونے یہ مجھ کو بارہا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس خدا بشارت دے کہ یہ برباد نہیں ہونگے اور پھر بار بار یہ بشارت دے اور ادھر بربادی یہ ہو کہ وہ کافر و ضال و مضل اور اس امت کے نصاریٰ ہو جائیں تو پھر خدا کی باتوں پر اور خدا کے مسیح پر ایمان رکھنے والا اجتماع نقیضین تجویز کرے تو کرے لیکن اس کو تجویز نہیں کر سکتا کہ وہ بیٹے کہ جن کی نسبت خدائے صادق الوعد نے اپنے مسیح ہاں پیارے مسیح کو بارہا خبر اور بشارت دی کہ یہ برباد نہیں ہونگے کافر اور ضال اور مضل اور اس امت کے نصاریٰ ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جن کی قسمت ایک بار بھی کوئی بشارت نہ دی ہو بلکہ انذاری ہی خبر دی ہو انکا گمراہ اور فاسق ہونا محال ہو اور حق پر رہنا لازم اور واجب ہو پس ایک خدا کے مسیح پر ایمان رکھنے والے کے لئے وہ الفاظ ہی ان بیٹوں کے حق پر ہونے کے لئے کافی شاہد ہیں۔ جن کے

ساتھ خدا کا مسیح انکو یاد کرتا رہا مثلاً وہ فرماتا ہے ؎

دیئے تو نے مجھے یہ مہر و ماہتاب + یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب

یہ تیرا فضل ہو رہے میرے ہادی + فسبحان الذی اخزی الاعادی

صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سید ولد آدم نے بعثت اولیٰ میں یہ فرما دیا تھا کہ حق ہمیشہ میرے اہلبیت کے ساتھ رہیگا یہاں تک کہ دونوں ساتھی میرے پاس حوض پر آئینگے اس نے بعثت ثانیہ میں بھی اسی امر کو ان الفاظ کے ساتھ ادا کیا ہے ؎

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے + یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

بلکہ پہلی بعثت میں اگر اپنی عترت کے ساتھ حق کی معیت ہی پر اکتفا فرمائی ہے۔

دوسری بعثت کی عترت کیساتھ مزید فضل

تو دوسری بعثت میں خداوند تعالےٰ کا یہ کلام شائع کر کے کہ انی معک و مع اہلک اپنی عترت سے علاوہ حق کی معیت کے اس ذوالجلال خدا کی معیت بھی بتا دی ہے، جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اس میں یہ نکتہ بھی سمجھا دیا کہ گو پہلی بعثت کے اہلبیت پر باوجودیکہ حق ان کیساتھ تھا یزیدی لوگ چیرہ دست ہوئے اور طرح طرح کے انکو دھوکے دیئے یہاں تک کہ مرکز میں رہنا بھی انپر دشوار کر دیا لیکن دوسری بعثت کے اہلبیت کے ساتھ چونکہ علاوہ حق کی معیت کے خدائے ذوالجلال کی معیت بھی اسی طرح ہوگی جس طرح کے خود خدا کے برگزیدہ مرسل کے ساتھ اسلئے گو یزیدیوں کا ہونا تو ضروری ہے پر وہ نہ ان پر چیرہ دست ہو سکینگے اور نہ ان کو مرکز سے نکال سکینگے۔ بلکہ یزیدی لوگ خود ہی مرکز سے نکالے جائینگے۔ مگر چونکہ انکے نکالنے والی بھی وہی وراء الوریٰ اور غیب الغیب ہستی ہوگی اسلئے بظاہر ان کا نکالنے والا بھی کوئی معلوم نہ ہوگا۔

دسواں قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

الہام کے مطابق مخروج حق پہ نہیں

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام چھپا اور شائع شدہ پہلے سے موجود ہے۔ اُخرِجَ منہ الیزیدیون۔ اب خدا کے لئے کوئی غور کرے کہ یزید اور یزیدی کون لوگ تھے۔ اور ان کو کبوں

برا سمجھا جاتا ہے تو سوائے اسکے اور کوئی وجہ نہیں کہ یزید اور اسکے ہمرنگوں نے محمد رسول اللہ صلعم کے اہلبیت کی سخت مخالفت کی۔ پس اس زمانہ کے یزید اور یزیدی یقیناً وہ ہونگے جو کہ محمد رسول اللہ کے کامل بروز یا بلفظ دیگر محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کے اہلبیت کی سخت مخالفت کرنیوالے ہوں

یزیدیوں کے معنے واقعات نے بتادئیے

پہلے جبکہ اہلبیت کے کوئی سخت مخالفت کرنے والے موجود نہ تھے اسوقت یہ بھی ممکن تھا کہ اجتہادی طور پر یزیدیوں کے اسی طرح کچھ اور معنے تاویلی طور پر لیئے جاتے کہ جیسے آنحضرت صلعم کے سامنے ازواج مطہرات نے قبل از وقت اطولکن یداً کے کچھ اور معنے کر دیئے جنکو خداوند تعالیٰ نے واقعات کی شہادت کے ساتھ نسخ کر دیا۔ اور بعد ازاں وہ پہلے معنے کرنے کسی طرح درست نہ رہے یا جس طرح حضرت مسیح موعود نے شاتان تذبحان کے معنے احمد بیگ کی دو لڑکیوں کا اپنی موت سے مرنا کئے لیکن جب مولوی عبد الرحمن شہید اور مولانا عبد اللطیف شہید کی شہادت کی شہادت نے اُنکی اپنی موت سے مرنیکے معنوں کو نسخ کر کے قتل کے ساتھ مرنا اسکے معنے بتا دیئے تو پھر پہلے معنے نہ رہے۔ یا جس طرح خدا کے مسیح نے عفت الدیار محلہا فمقامہا کے معنے طاعون کی شدت سے لوگوں کا کثرت کے ساتھ مرنا فرمائے تھے اور پھر کانگڑہ کے زلزلہ کی شہادت نے بتا دیا کہ اس سے زلزلہ کے ذریعے سے مکانات کا تباہ ہونا مراد تھا۔ غرض جس طرح واقعات کی شہادت سے پہلے اور تاویلی معنے ہو سکتے ہیں لیکن اُنکی شہادت کے بعد وہ پہلے معنے بالکل جائز نہیں ہیں اسی طرح یہاں پر بھی واقعات کی شہادت سے پہلے یہ بھی ممکن تھا کہ یزیدیوں کے کچھ اور معنے کئے جائیں یا اخرجِ منہ کے کوئی اور تاویلی معنے لیے جائیں۔ لیکن جب واقعہ میں بعض لوگ محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کے اہلبیت کے یزیدیوں کی طرح سخت مخالف اور اُنکی خلافت کے سخت مزاحم ہو گئے اور پھر قدرت الہیہ نے انکو قادیان سے خارق العادت اور اعجازی طور پر نکال کر اور معنوں کو نسخ کر کے دونوں کے حقیقی معنوں کا استحکام کر دیا تو اب کسطرح جائز نہیں کہ کوئی پہلے تاویلی معنے کئے جائیں۔

خلیفہ اول کی وصیت کہ یزید نہ بننا

اللہ اکبر خدا کی باتیں کس طرح پوری ہوتی ہیں۔ جو لوگ اُن دنوں میں قادیان میں موجود تھے یا ان دنوں میں کچھ دنوں کیلئے

قادیان میں آئے تھے کہ جن دنوں میں حضرت مولانا خلیفۃ المسیح بیمار تھے اور مولوی محمد علی صاحب ظہر کی نماز کے بعد آپکے پاس آپکے مکان پر آکر ترجمہ نوٹ لکھا کرتے تھے تو ان کو بخوبی معلوم اور خوب یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح روزانہ اور بار بار مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ "یزید بہت ہی برا شخص ہوا ہے خدا نے ایک سالم سورۃ قرآن اسکے حق میں نازل فرمائی ہوئی بتائی اسی طرح بنی امیہ کے حق میں بھی ایک سالم سورت موجود ہے آپ ضرور اسکے متعلق نوٹوں میں زور سے لکھیں یہ بہت ہی برا آدمی ہوا ہے اسلئے کہ اس نے بڑے پاک خاندان کا مقابلہ کیا ہے" اور بارہا یہ کہتے ہوئے رو پڑتے تھے۔ ایک دن ڈاکٹر محمد حسین وغیرہ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت نواب صاحب اور اور چند احباب بھی موجود تھے کہ آپنے بڑے زور کے ساتھ فرمایا اور پھر زار زار رو پڑے تو جب ہم چند آدمی اسکے بعد الشکر باہر نکلے تو کسی نے سوال کیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ پہلے کبھی حضرت مولانا صاحب اس طرح نہ فرماتے تھے اور اب بڑے زور کے ساتھ اور بار بار کہتے ہیں اور پھر بالخصوص مولوی محمد علی صاحب ہی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں تو ہم میں سے ایک بڑے معزز شخص نے فرمایا تھا کہ اسکی وجہ بجز اسکے اور کوئی نہیں۔ کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ مخالفت اہل بیت سے یزیدی اور یزید بننے والے ہیں اور مولوی محمد علی ان کا رئیس ہے لہذا اسکے سمجھانے اور اسپر حجت پوری کرنیکے لئے یہ سب کچھ فرما رہے ہیں۔ تو سب نے کہا یہ بالکل سچ ہے اور اس سے کم از کم میرے دل میں یہ خیال آیا کرتا تھا کہ اب امید ہے کہ مولوی محمد علی مخالفت نہیں کرینگے مگر شدنی باتیں ہو کر رہتی ہیں پہلے یزید اور یزیدیوں نے بھی بہت کچھ حدیثیں سنی ہوئی تھیں جو کہ اہلبیت رسول اللہ کی مخالفت سے ڈراتی اور سختی کے ساتھ ڈراتی تھیں مگر باوجود اسکے وہ باز نہ آئے۔ اسی طرح یہاں پر بھی حضرت مسیح موعود کے الہام اور خلیفۃ المسیح جیسے ماہر قرآن کے وعظ سن کر بھی باز نہ آئے اور جو کچھ کرنا تھا۔ وہ کر گزرے اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اب دیکھئے کسقدر یہ صاف بات ہے کہ خدا کے مسیح نے قبل از وقت خبر دی کہ یزیدی لوگ یہاں سے نکالے جائینگے پھر چند لوگ بعد محمد کی آل کے مخالف ہوئے اور ان کا ایک امیر قوم ہوا۔ اور انکی خلافت کے مزاحم ہوئے تو اب ان کے یزید اور یزیدی بننے میں کونسی کسر باقی رہ گئی۔

یا کوئی شک کی گنجائش رہ گئی پھر وہ یہاں سے نکالے گئے اور مطابق الہام الٰہی بدوں کسی انسانی
کوشش کے محض الٰہی ہاتھ سے نکالے گئے تو اب بجز ایسے لوگوں کے کہ جو آل محمد کے مقابلہ میں
یزید اور یزیدیوں کو حق پر کہنے والے تھے اور کون ہو سکتا ہے کہ آل بروز محمد کے مقابلہ میں جو یزید
اور یزیدی ٹھہرے ہیں اور الہام الٰہی نے جن کو یہ خطاب دیا ہے اور پھر نکالے جانے کے
بعد فعل الٰہی اور واقعات نے بھی شہادت دیدی ہے جو ان کو حق پر اور اہلبیت رسالت
کو باطل پر کہہ سکے۔ پس یہی وقت ہے جو لوگ یزیدی بننے کو برا جانتے ہیں وہ یزیدیوں
کے ساتھ سے علیحدہ ہو جائیں تاکہ عند اللہ یزیدی نہ ٹھہریں۔ اب اگر پہلے یزیدیوں کے پاس
حق تھا اور آل محمد باطل پر تھے تب تو یہاں بھی یزیدیوں کے پاس حق اور آل بروز محمد باطل پر ہیں اور اگر پہلے
آل محمد حق پر اور انکے مقابل یزیدی باطل پر تھے تب یہاں پر بھی آل بروز محمد حق پر اور انکے مقابل یزیدی لوگ۔

گیارھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

مسیح موعود کے الہامات ہماری صداقت کے شاہد ہیں۔

پھر بعض ایسے الہامات بھی خدا کے مسیح کے چھپے ہوئے موجود ہیں کہ ان کو ملا کر پڑھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ الہام کس شخص
اور کس گروہ کی نسبت ہیں اور یہ بھی کہ وہ شخص اور گروہ حق پر نہیں بلکہ حق پر ان کی مد مقابل ہے

حضرت صاحب کے الہامات کو جب تدبر سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ
ہر ایک ماہ مارچ کے الہامات اس ماہ مارچ میں قائم ہونے والے فتنہ کی طرف کچھ نہ کچھ ضرور
اشارہ کرتے ہیں اور پھر خصوصاً آخری سالوں کے ماہ مارچ کے اور پھر خصوصاً ۱۳۔۱۴۔ اور
انکے قریب کی تاریخوں کے الہام۔ یہاں پر میں ۱۹۰ء کے ماہ مارچ کے الہام درج کرتا ہوں
جو کہ ۱۳ تاریخ کے نیچے درج ہیں۔ (۱) لاہور میں ایک بے شرم (۲) ویل لک
لافکک (۳) ان اللہ مع الصادقین (۴) ایک امتحان ہے
بعض اس میں پکڑے جاوینگے۔ اور بعض چھوڑے جاوینگے (۵)
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

آپ غور کر کے دیکھیں کہ پہلے ایک لاہوری کا ذکر فرمایا ہے اور پھر اسکے افترا کا ذکر ہے اور ساتھ ہی اس ویل اور پھٹکار کا ذکر ہے جو کہ اسکے افترا کی وجہ سے اس لاہوری پر ہے اور پھر بتایا ہے کہ اس مفتری کے مقابل جو گروہ ہے وہ صادقین کا گروہ ہے اور اللہ انکے ساتھ اور انکا مددگار ہے پھر بتایا ہے کہ ایک امتحان ہے جس میں کچھ لوگ تو گرفتار ہو جائینگے اور کچھ لوگ چھوڑے جائینگے اور پھر اخیر میں اہلبیت مسیح کا ذکر فرمایا ہے اور ساتھ ہی بتایا ہے کہ الٰہی منشاء ان کے مطہر بنانیکا ہے۔ اور ہر ایک رجس سے پاک کرنیکا ہے۔

الہام نے پیش آمدہ واقعات کا نقشہ کھینچدیا

اور اخیر میں اہلبیت مسیح کے اس طور پر ذکر کرنے سے صاف اور واضح طور پر بتا دیا ہے کہ کوئی لاہوری اہلبیت مسیح کے مقابل افترا پردازی کریگا۔ پر اسکو کوئی کامیابی نہ ہوگی اور خدا کی طرف سے ویل نصیب ہوگی۔ اور اہلبیت مسیح صادقین ہونے کی وجہ سے خدا کی معیت میں ہونگے اور اس امتحان میں جو پکڑے جائینگے۔ وہ وہی اہلبیت مسیح کے مقابل افتراؤں سے کام لینے والے اور ویل والے ہونگے اور پھر وہ جو اسکی معیت میں ہوں جس کا پہلے الہام میں پتہ دیا ہے اور اسکی معیت کو نہ چھوڑیں اور کونوا مع الصادقین کے واجب الاذعان ارشاد الٰہی کے مطابق ان اہلبیت مسیح کی معیت اختیار نہ کریں۔ جن کے ہر ایک رجس سے مطہر کرنے اور صادقین اور بمعیتہ اللہ فائزین ہونے کی کھلی کھلی شہادت خدائے علیم و حکیم نے انہی الہاموں میں دی ہوئی ہے اور چھوڑے وہ جائینگے جن کی معیت میں ہونے کی اطلاع پہلے سے ان الہامات میں دیدی ہوئی ہے اللہ اکبر جسقدر کہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کا امتحان بہت سخت اور بہت خطرناک تھا۔ اسی قدر اس نے پہلے بار بار اسکی خبر دیکر آگاہ کیا پھر خصوصاً مارچ کے مہینوں میں بار بار آگاہی دی پھر ۱۹۰۸ء کے مارچ میں جو کہ اسکے مسیح ع کی عمر کا آخری مارچ تھا۔ اور اسکی بہی اسی تاریخ کے بعد کی متصل تاریخ میں وہ امتحان پیش آنیوالا تہا کس وضاحت کے ساتھ بتایا کہ امتحان اور فتنہ پیش آئیگا اور اسکی یہ تعیین کر دی کہ اہلبیت مسیح کے مقابلہ میں ہوگا اور یہ بھی بتا دیا کہ اسکا بانی اور سرگروہ لاہور میں مقیم ہوگا اور مکان کی تعیین کے علاوہ اشارتاً اسکے زمانہ کی بھی تعیین فرما دی کہ ماہ مارچ میں ہوگا۔ اور

۱۳؍ تاریخ کے بعد متصل ہوگا اور اسکی نوعیت بھی بتادی کہ افترا پردازی کے ذریعہ سے ہوگا اور پھر اسکا انجام اور فیصلہ بھی سنادیا کہ اہلبیت کہ جنکی علیم و حکیم خدا تطہیر چاہتا ہے صادقین میں سے ہونیکے باعث الہٰی معیت میں ہونگے اور اسکے باعث سے نصرت و فتح انکے شامل حال رہے گی اور ان کے مخالف چونکہ مفتری ہونگے لہٰذا بجائے نصرت الٰہیہ اور فتح کے ویل عظیم ان کو نصیب ہوگی۔

انقلب علیٰ عقبیہ کا مصداق حق پر نہیں ہو سکتا

پھر اس آخری مارچ کی ۲۷؍ تاریخ کو الہام ہوتا ہے انقلب علےٰ عقبیہ (وہ اپنی ایڑیوں پر الٹا پھر گیا) پھر اسکے بعد متصل یہ الہام ہوتا ہے تاللہ اٰثرک اللہ علینا (واللہ کہ خداوند تعالےٰ نے تجھکو ہمپر اختیار کرلیا) پھر ۲۸؍ مارچ کو الہام ہوتا ہے۔ کہ وہ کوئی درباری حلقہ اطاعت سے گزرنے نہ پائے کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہیگا'' اب یہ الہام خبر دیتے ہیں کہ کوئی شخص اس طریق سے پھرنیوالا ہے جس پر حضرت مسیحؑ نے اسکو لگایا تھا۔ یا بلفظ دیگر یوں کہئے کہ کوئی شخص پہلے حضرت مسیح کے طریق پر تھا اور پھر وہ اس سے پھر جانے والا ہے اور وہ یہی کہ اس طریق کو چھوڑ کر پھر اس پہلے گروہ کی طرف لوٹنے والا ہے کہ جس کو پہلے وہ چھوڑ کر احمدی بنا تھا اور احمدی ہونے کی حالت میں اس سے دور ہوگیا تھا۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ وہ اس حد سے لوٹا ہے کہ کوئی شخص اسکے ساتھیوں میں سے اس پر اور اسکے دوسرے ہمراہیوں پر مقدم ہوگیا ہے اور یہ بھی کہ وہ حضرت مسیح کے ان خاص مقربین میں شمار تھا۔ جو کہ آپکے خاص درباری سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ وہ آپ کے حلقۂ اطاعت سے باہر نکلجائیگا۔ اور اس جرم کی سزا سے محفوظ نہ رہیگا۔ اب رہا یہ کہ ایسا شخص کون ہے سو جس کی آنکھوں پر تعصب اور حسد و بغض کی پٹی نہ ہو وہ خود سمجھ سکتا ہے کہ ایسا درباری کون ہے۔

ہمارے مخالف کا طرز عمل گذشتہ احمدی کا عمل نہیں

سب احمدی اور غیر احمدی بخوبی جانتے ہیں۔ کہ خدا کے مسیح کا غیر احمدیوں کے ساتھ کیسا تعلق اور کیسا برتاؤ تھا۔ اور غیر احمدیوں کا خدا کے مسیح کے ساتھ کیسا تعلق اور کیسا برتاؤ تھا۔ اور جو درباری حلقہ اطاعت سے نکل کر گیا ہے۔ اسکا اور اسکے ساتھیوں کا غیر احمدیوں کے ساتھ اور غیر احمدیوں کا ان کے ساتھ کیسا تعلق اور کیسا برتاؤ ہے

کیا خدا کے مسیح نے مسیح ہونیکے بعد اشاعت اسلام کے لئے غیر احمدیوں کے آگے چندہ کے لئے ہاتھ پھیلائے۔ کیا خدا کا مسیح غیر احمدیوں کی انجمنوں میں شریک ہوا خواہ وہ تعلیم کی انجمنیں ہوں۔ یا اشاعت اسلام یا تعلیم اور خدمت قرآن کی ہوں یا آپنے کبھی غیر احمدیوں کی ان انجمنوں میں چندے دیئے۔ یا کیا خدا کے مسیح نے مسیح ہونیکے بعد کوئی غیر احمدی مسلمان بنایا یا اسکے بنانے یا بننے پر آپنے اظہار خوشی کیا۔ یا غیر احمدی مسلم بنانے والی انجمنوں میں شریک ہوئے یا ان کو چندہ دیا۔ یا کیا کبھی آپنے تبلیغ اور اشاعت اسلام میں اپنے آپکو پیش کیا۔ یا باوجود بیرونی اور اندرونی کوشش کے کبھی اسکی اجازت دی۔ یا کیا آپ کبھی مولوی نذیر حسین۔ رشید احمد۔ محمود حسن۔ ثناء اللہ وغیرہم کے ملنے کو گئے یا ان کے ساتھ ملکر کبھی کوئی جلسہ کیا یا مباحثہ وغیرہ۔ یا غیر احمدی لوگ آپکو چندہ دیتے اور آپ کے جلسوں میں شریک ہوتے اور ان کے پریزیڈنٹ وغیرہ بنتے رہے ہیں یا مولوی ثناء اللہ انکی ملاقات کو انکے پاس آتا رہا ہے یا کم از کم کبھی آپنے مولوی ابراہیم کی دوستی اور اسکے کمالات کا اظہار کیا ہو یا مولوی ابراہیم نے آپکی دوستی اور آپ کے کمالات کا اعتراف کیا۔ یا خود نہیں تو کیا مولوی محمد علی۔ مولوی شیر علی صاحب مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے آپ کے وقت میں یہ امور کئے یا ان کے ساتھ غیر احمدیوں نے ایسا برتاؤ کیا۔ یا ان کو حضرت مسیح نے ان امور کی اجازت دی۔ سنو! اطاعت سے نکلنے والے درباری کے گروہ میں دیکھیں۔ یہ سب امور صاف اور کھلے طور پر موجود ہیں۔ کیا ان کی انجمن اشاعت اسلام میں غیر احمدی بلکہ احمد کو گالیاں دینے والے اسپر اور اسکی باتوں پر ہنسی اور تمسخر کرنے والے اسکے ممبر نہیں۔ کیا وہ ان کے جلسوں میں شریک نہیں ہوتے کیا وہ ان کے پریزیڈنٹ نہیں ہوتے کیا ان کے آگے چندہ کے لئے ہاتھ نہیں پھیلایا جاتا۔ کیا مولوی ثناء اللہ انکی اور وہ اسکی ملاقاتیں نہیں کرتے۔ کیا وہ ثناء اللہ کے ساتھ مباحثات وغیرہ میں شریک نہیں ہوتے۔ کیا مولوی ابراہیم انکی اور وہ اسکی تعریفیں نہیں کرتے کیا غیر احمدی مسلم نہیں بناتے کیا اس خواجہ نے (کہ جس نے وطن کے امدادی وعدہ پر یہ تجویز کی تھی کہ ریویو کا ایک ضمیمہ ہو جس میں احمد اور احمدیت کا ذکر ہو۔ مگر ریویو پیش ہو اور حضرت مسیح نے اسکو رد کر دیا تھا اور اسپر سخت ملامت کی) مسلم انڈیا میں اسی پر عملدرآمد نہیں کیا ہوا۔ کیا سیالکوٹ میں پریزیڈنٹ جلسہ نے خواجہ اور مولوی محمد علی وغیرہ

کے روبرو خواجہ کی طرف سے لوگوں کے آگے اس بات کو پیش نہیں کیا کہ اس رسالہ میں احمد اور احمدیت کا ذکر کبھی نہیں ہوگا۔ لہذا آپ اسکو ضرور خریدیں۔ غرضیکہ ان باتوں میں سے جو کہ حضرت مسیح ع کے وقت میں نہ تھیں کونسی بات ہے جو کہ اس گروہ نے نہ کی ہو۔

ہمارے مخالفین نے کیا کیا چھوڑا

پھر قادیان کو چھوڑا۔ مقبرہ بہشتی کو چھوڑا۔ قادیان میں چندہ دینا چھوڑا۔ قادیان کی انجمن کو چھوڑا۔ قادیان کے مہاجرین کو چھوڑا۔ اصحاب الصفہ کو چھوڑا۔ خدا کے مسیح کے اہلبیت اور اس دار کو اور اس دار والوں کو چھوڑا۔ جو کہ اسوقت ساری دنیا میں سے اکیلے انی احافظ کل من فی الدار کا امتیازی نشان رکھتے ہیں پھر خدا کے مسیح کے خلیفہ اور اسکی جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ پھر خدا کے مسیح اور برگزیدہ نبی کی نبوت کو چھوڑا۔ کبھی تو یہ کہا کہ خالی اور مجرد نبی ان کو کہنا ہی ناجائز ہے۔ اور کبھی کہا کہ نبی تو ہم کہتے ہیں پر غیر حقیقی۔ اور غیر کے معنے بتائے کہ نقلی اور فرضی جو کہ حقیقت میں نہ ہو۔ یا نبی تو کہتے ہیں پر مجازی اور مجازی کے معنے یہ بتائے کہ اصل میں تو کچھ نہیں یونہی کسی وجہ سے اسپر یہ لفظ بولا جائے جیسا کہ ایک شخص کو شیر کہدیں۔ تو وہ اصل میں شیر نہیں اور کبھی کہدیا کہ نبی تو ہیں پر ظلی مگر ظل میں کوئی اصلیت نہیں ہوتی بلکہ ظل کو تو پاؤں کے نیچے روندا جاتا ہے اور اسکو جوتے مارنے اور اسپر تھوکنا بھی جائز ہوتا ہے غرضیکہ یہ سب عبارتیں ہیں۔ اور مطلب ایک ہی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں اور نہیں اور یہ الٹے ہاتھوں کان پکڑنے کی ضرورت بھی ان کو اسوجہ سے پیش آئی۔ کہ چند دام افتادہ احمدی نام والے ہاتھ سے نہ چلے جائیں اور دوسروں کے بہکانے کا ذریعہ ہاتھ سے نہ جائے اور نیز مرتد قرار پا کر غیر احمدیوں کی نظروں میں بھی ناقابل وثوق نہ ہو جائیں۔ اور اگر یہ انقلاب علی العقبین نہیں تو اور کیا ہے جس مسیح کے آنے کی محمد رسول اللہ صلعم نے خبر دی ہے اسکی نسبت آپنے یہی خبر دی ہے کہ وہ نبی ہوگا۔ پس اسکے نبوت کے انکار سے اسکی مسیحیت کا انکار صاف صاف لازم آتا ہے۔ اگر یہ انقلاب عن الاحمدیت نہیں تو پھر کیوں غیر احمدی اور خصوصاً مولوی ابراہیم اور مولوی ثناء اللہ جیسے لوگ بہ آواز بلند یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ اب احمدی نہیں یا احمدیت سے دور اور ہمارے قریب آگئے ہیں۔ اور باوجود ہمیشہ

مسیح موعود اور آپ کے خلفاء اور مخلص خدام کیساتھ سخت ترین عداوت، اور بغض اور نفرت رکھنے کے پھر بھی وہ ان کیساتھ رسم دوستانہ اور اظہار انس و محبت کر رہے ہیں۔ اور یہ ان کے ساتھ کر رہے ہیں تو کیا اب یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس حق ہے جن کی یہ حالت ہو اور جو ان کے مقابل ینقلب علی اعقابہم نہیں غیر احمدیوں کیساتھ انکا برتاؤ اور انکا ان کے ساتھ برتاؤ وہی ہے جو کہ حضرت مسیح موعود کے وقت میں تھا۔ قادیان اور اسکے چندوں اور اسکی انجمن اسکے مہاجرین اسکے اصحاب صفہ اسکے مقبرہ بہشتی اور اس دارہ والوں کو انہوں نے نہیں چھوڑا۔ جس کی نسبت انی احافظ کل من فی الدار خدائے ذوالجلال نے فرمایا ہوا ہے اور نہ خدا کے مسیح کی نبوت سے انہوں نے انکار کیا ہے وہ حق پر نہ ہوں۔ ہاں ایک غیر احمدی اپنے مذہب اور اپنے نقطۂ خیال کی رُو سے یہ کہہ سکتا ہے۔ لیکن خدا کے برگزیدہ مسیح کے مذہب اور نقطہ خیال کے لحاظ سے نہ ایسا متصور ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس لحاظ سے اس گروہ کے سوا کوئی اور غیر احمدی ایسا فتوےٰ دے سکتا ہے۔

کیا جماعت احمدیہ سے نفار اور مخالفین سلسلہ سے پیار رکھنے والوں کی محبت ایک مومن کے قلب میں رہ سکتی ہے +

یہ تو میں نے منقلب علی اعقابہم ہونیکا ثبوت دینے کے لئے لکھا ہے اور حقیقت میں یہ وہ امور ہیں۔ کہ قطع نظر سب الہامات کے یہ خود ہر ایک احمدی اور غیر احمدی کے لئے (کہ جس نے خدا کے مسیح کا زمانہ اور حضور ع کا غیر احمدیوں سے اور غیر احمدیوں کا حضور کے ساتھ برتاؤ دیکھا ہے) اس بات کی بیّن ترین دلیل ہیں کہ یہ لوگ خدا کے مسیح اور آپ کے طریق اور آپ کے اسوہ حسنہ سے کوسوں دور جا پڑے ہیں اور خدا کے مسیح کے مذہب کے رُو سے یہ حق کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور حق انکو چھوڑ گیا ہے اے اپنی نجات کے طالبو! اور حشر کے دن خدا کے مسیح کے علم کے نیچے پناہ لینے کے خواہشمندو! اور خدا کے مسیح کے تعلق پیدا کرنیکے لئے سب سے قطع تعلق کرنے والو! خدا کے لئے اور اپنے پیارے مسیح کے لئے اور پھر خصوصاً اپنی نجات کے لئے سوچو تو سہی کہ جن شخصیتوں کی محبت اور قدر و منزلت تمہارے دماغوں اور دلوں میں جاگزین تھی۔ اور محض اسی لئے تھی کہ تمہیں یقین تھا۔ کہ

یہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے خادم اسکے محب اسکے جان نثار اور فدائی ہیں۔ اور بعض شخصیتوں سے تم نے نفرت کی اور قطع تعلق کیا اسوجہ سے نہیں کہ تمنے انکو خدا کے مسیح سے دور اور دور کرنیوالی یقین کیا خواہ ان میں سے تمہاری استاد اور پیر و مرشد اور بعض دوست و عزیز اور بعض خویش و اقارب تھیں۔ اب ان تمہاری محبوب شخصیتوں نے تمہارے سامنے قادیان کو اور قادیان کی ان سب چیزوں کو جنکی خدا نے اور خدا کے مسیح نے قدر کی ہے چھوڑ دیا بلکہ اسے ایک مغضوب بستی کہا (دیکھو پیغام) قادیان میں ہر ایک چندہ جو پہلے دیا کرتے تھے اب تین ماہ نہیں بلکہ بہت زیادہ عرصے سے نہیں دیا اور دوسروں کو بھی اس سے روکا اور روکنے کے لئے خدا کے مسیح کے مقبرہ بہشتی کے مقابل بقول مولوی صدرالدین صاحب الو ؤں کا مقبرہ بہشتی قائم کر کے اس کی قسمت وصایا کی ترغیب دی غیر احمدیوں کے ساتھ انہوں نے وہ تعلق اور برتاؤ شروع کر دیا ہے جو کہ خدا کے مسیح کا نہ تھا اور نہ آپکے زمانہ میں کسی قادیاں کے رہنے والے مخلص احمدی کا تھا اور غیر احمدیوں نے انکے ساتھ ایسا تعلق اور برتاؤ اختیار کر لیا ہے جو کہ نہ تو خدا کے مسیح کے ساتھ انکا تھا اور نہ آپ کے زمانہ میں قادیان کے رہنے والے کسی مخلص احمدی کیساتھ تھا۔ حضرت مسیح کے زمانہ میں جب بہت بڑی اعانت اور امداد کے وعدہ پر جماعت احمدیہ کے بڑے اہل الرائے اور کارکن پر پیسے اور دولت کے دلدادہ اصحاب نے اسکو پسند اور منظور بھی کیا کہ قادیان سے جو رسالہ یورپ وغیرہ بلاد میں اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کرنے کے لئے شائع ہوتا ہے اس میں حضرت مسیح موعود کا ذکر نہ ہو۔ تو خدا کے مسیح نے بڑی سختی کے ساتھ اسکو رد فرمایا اور اسکو مطلقاً ناجائز اور ممنوع قرار دیا۔ مگر انہوں نے اپنے اس رسالہ میں جو یورپ وغیرہ میں اشاعت اسلام اور تبلیغ اور تبلیغ اسلام کے لئے شائع ہوتا ہے خدا کے مسیح کا ذکر ترک کر دیا ہے اور لوگوں کو اسکی خریداری کی اس شرط پر ترغیب دیتے ہیں کہ اس میں مرزا صاحب اور ان کے سلسلہ کا کبھی ذکر نہ ہوگا۔ بلکہ صاف صاف یہ لکھ دیا ہے کہ فرقہ بندی یورپ کے اندر اور احمدیت سم قاتل ہے پھر خدا کے مسیح نے اور اسکی ساری جماعت نے اسکے زمانہ میں بہت سے لوگوں کو مسلمان بنایا لیکن نمونہ کے لئے کسی ایک کو بھی غیر احمدی مسلمان نہیں بنایا اور نہ کبھی انہوں نے غیر احمدی

مسلمان ہونے پر اظہار خوشی کیا ہے لیکن یہ غیر احمدی مسلمان بنا رہے ہیں اور اسپر بڑی خوشیاں منا رہے ہیں اور فخر کر رہے ہیں۔ بلکہ باوجودیکہ پہلے یہ لوگ ہمیں کہا کرتے تھے کہ ہم آپ کے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں۔ لیکن لندن میں جو چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے خالص احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ وہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد ووکنگ میں جایا کرتے تھے اب ان کو محض اسوجہ سے مسجد سے روک دیا ہے کہ ان کے آنے سے وہاں پر احمدیت کا ذکر ہو جاتا ہے جو لوگ خدا کے مسیح کے سب سے زیادہ دشمن تھے (جیسے مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی) ان کے ساتھ اب ان کے دوستانہ تعلقات ہیں جلسوں میں سٹیجوں پر کھڑے ہو کر یہ انکی تعریفیں کرتے ہیں اپنے دوستانہ تعلقات کا اظہار کرتے ہیں اور وہ انکی تعریفیں کرتے اور روابط محبت کا اعلان کرتے ہیں تو کیا ان تغیرات عظیمہ کے ہوتے ہوئے بھی تمہاری محبت اور تعظیم کے لئے وہی شخصیتیں موضوع رہ سکتی ہیں یا کیا محبت و عظمت مسیح اور ان تغیر یافتہ شخصوں کی محبت و عظمت ایک سلیم قلب میں جمع ہو سکتی ہیں میرے پیارو! اور عزیزو! ذرا غور تو کرو۔ کہ جن شخصیتوں کو خدائے قدوس نے اپنے مسیح کے مدینہ سے باہر پھینک دیا ہے انکی محبت اور عظمت اس قلب میں مقیم ہو سکتی ہے جو کہ خدا کے برگزیدہ مسیح کا گھر ہے اور اگر امام حسین رض اور یزید کی محبت و عظمت کسی مومن اور سلیم دل میں ہرگز جمع نہیں ہو سکتی تو پھر ؎

صد حسین است در گریبانم کا سہرا رکھنے والے خدا کے مسیح اور اخرج منہ الیزیدیون کا سیاہ داغ اپنی پیشانیوں پہ رکھنے والوں کی محبت اور عظمت کسی باایمان اور سلیم قلب میں کسطرح اور کب یکجا جمع ہو سکتی ہیں۔ ایں محال است و جنوں

بارھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونیکا

غیر مبائعین کے لیڈروں کے بارہ میں مسیح موعود کے متعدد الہام

پھر ان میں سے جو لیڈر ہیں۔ انکی نسبت خدا کے مسیح کے ایسے الہام یا خوابیں یا کشف موجود ہیں۔ جو کہ

ان کے اس جادۂ مستقیم سے پھر جانے پر دال ہیں کہ جس پر خدا کا مسیح تھا۔ اور اپنے اتباع کو اسپر چلانا چاہتا تھا اور جس پر کہ یہ لوگ بھی پہلے گامزن ہوئے تھے اور پھر وہ الہام اور خواب ایسے نہیں کہ ان میں کسی شخص کی تصریح نہ ہو۔ بلکہ قرائن کیساتھ تعیین کرنی پڑتی ہو مثلاً ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء کا الہام ہے کہ "کوئی درباری حلقۂ اطاعت سے گذرتے نہ پائے۔ کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہیگا۔ سلطان عبدالقادر"۔ اب ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ کون درباری تھے اور کون حلقۂ اطاعت سے باہر ہوئے اور پھر کون ہیں جن کو اپنی نسبت اسیران سلطانی کے خواب آئے اور مثلاً ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کے الہام ہیں "لاہور میں ایک بیشرم" ویل لک و لافک ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا" اور ۲ مارچ ۱۹۰۷ء کا بھی یہی اہلبیت والا الہام ہے۔ پھر ۲۷ مارچ ۱۹۰۶ء کا الہام ہے انقلب علی عقبیہ۔ لقد اثرک اللہ علینا"

ایک سنجیدہ فرد جماعت کے بارے میں منذر رؤیا

اور ان الہامات کے ساتھ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۷ء کی یہ رؤیا ہے کہ "چند روز ہوئے مینے خواب میں ایک شخص کو دیکھا تھا کہ وہ مرتد ین میں داخل ہو گیا ہے میں اسکے پاس گیا وہ ایک سنجیدہ آدمی تھا مینے اس سے پوچھا کہ یہ کیا۔ اس نے کہا کہ مصلحت وقت ہے"

اب ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی جب ان الہاموں اور خوابوں کو پڑھے گا وہ اُن سے اسقدر تو ضرور ہی سمجھیگا کہ اہلبیت مسیح کے مقابلہ میں کوئی امتحان ہونے والا ہے تو اہلبیت کی تطہیر ہو گی اور بعض لوگ خدائی گرفت کے نیچے آئینگے جنکا لاہور سے تعلق ہو گا اور افترا سے کام لیا جائے گا اور اہلبیت کے مقابلہ میں جو امتحان ہو گا وہ یہ ہو گا کہ کسی کو خدا نے علیم و حکیم بڑا اور پیشوا بنا دیگا تو وہ چند لوگ حسد سے اور اپنی امیدوں اور آرزوؤں کے خلاف ہونے سے جوش میں آکر اس کا اور

یعنی کہ اسوقت تو مولوی محمد علی صاحب خدا کے مسیح کے تختگاہ میں رہتے ہیں اور آئندہ خدا کے مسیح کے تختگاہ کو چھوڑ کر باہر چلے جائینگے مگر باوجود اس تغیر عظیم کے خدا کا مسیح اور اسکا جانشین اور اسکے پاس اور ساتھ والے بلائینگے کہ آؤ ہمارے پاس رہو۔ لیکن ان کے قبول کرنے کی کچھ امید ظاہر نہیں ہوتی ۔

یہ تو اس رؤیا کا مفہوم ہے جو کہ بالکل ظاہر اور واضح ہے۔

اس رؤیا کے مصداق کی پہلی حالت

اور جو لوگ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پہلے حالات کے واقف ہیں۔ اور پھر خدا کے مسیح کے سفر آخرت کے بعد کے حالات سے بھی واقف ہیں۔ جو کہ اسوقت تک ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان کو اس مفہوم کے وقوع اور اسکی صداقت اور حقانیت میں ذرہ بھی شک نہیں ہو سکتا مجھے خوب یاد ہے کہ جب انگریزی رسالہ کے اجرا کے لئے مجلس شوریٰ مسجد مبارک میں بیٹھی اور اسکے اجرا کا فیصلہ ہوا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو اسکا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ تو اسوقت حضرت مولنٰنا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ وارضاہ اور خواجہ صاحب اور دوسرے احباب تنخواہ وغیرہ امور ضروریہ کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے لیکن مولوی محمد علی صاحب تھے کہ بار بار یہی کہے جاتے تھے کہ میں اس شرط پر یہ کام کرونگا۔ کہ قادیان سے باہر جانا نہ ہو۔ اور مسجد مبارک کے مشرقی حجرہ کی طرف اشارہ کر کے کہے جاتے تھے اسکے سوا میں کسی اور جگہ کام نہ کرونگا۔ اور دوسرے احباب اپنی باتوں میں مشغول تھے اور ان کی بات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور اسکو غیر ضروری خیال کرتے تھے مگر مولوی محمد علی صاحب بیتاب ہوئے جاتے تھے اور بار بار کہتے تھے خواجہ صاحب یہ بہت ضروری شرط ہے آپ اسکو ضرور لکھیں اور احباب مولوی صاحب کے قادیان کے شوق اور حجرہ مذکور کی عظمت اور محبت کو عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا دیکھکر ہنس رہے تھے اور بعض انکو اس طرح چھیڑتے تھے جس طرح بچوں کو چھیڑا کرتے ہیں اور آپ جوش اور غصہ کے ساتھ انکا مقابلہ کرتے تھے۔ اسوقت ہم ان کے قادیان اور اس حجرۂ عشق سے لذت اٹھا رہے تھے۔

رؤیا مسیح موعود کے مطابق بری حالت

پھر ہمنے وہ زمانہ دیکھا کہ وہ حجرہ بجائے محبت کے موجب نفرت ہو گیا۔ اور کوٹھی کا شوق غالب ہوا۔ یہانتک کہ وہ تیار کرائی گئی اور وہ بھی قادیان کی آبادی سے باہر اور وہیں رہائش ہوئی

بھی کہ اسوقت تو مولوی محمد علی صاحب خدا کے مسیح کے تختگاہ میں رہتے ہیں اور آئندہ خدا کے مسیح کے تختگاہ کو چھوڑ کر باہر چلے جائینگے مگر باوجود اس تغیر عظیم کے خدا کا مسیح اور اسکا جانشین اور اسکے پاس اور ساتھ والے بلائینگے کہ آؤ ہمارے پاس رہو۔ لیکن ان کے قبول کرنے کی کچھ امید ظاہر نہیں ہوتی۔" یہ تو اس رؤیا کا مفہوم ہے جو کہ بالکل ظاہر اور واضح ہے۔

اس رؤیا کے مصداق کی پہلی حالت

اور جو لوگ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پہلے حالات کے واقف ہیں۔ اور پھر خدا کے مسیح کے سفر آخرت کے بعد کے حالات سے بھی واقف ہیں۔ جو کہ اسوقت تک ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان کو اس مفہوم کے وقوع اور اسکی صداقت اور حقانیت میں ذرہ بھی شک نہیں ہو سکتا مجھے خوب یاد ہے کہ جب انگریزی رسالہ کے اجرا کے لئے مجلس شوریٰ مسجد مبارک میں ہوتی تھی اور اسکے اجرا کا فیصلہ ہوا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو اسکا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ تو اسوقت حضرت مولنا خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ وارضاہ اور خواجہ صاحب اور دوسرے احباب تنخواہ وغیرہ امور ضروریہ کے متعلق آپس میں گفتگو کر رہے تھے لیکن مولوی محمد علی صاحب تھے کہ بار بار یہی کہے جاتے تھے کہ میں اس شرط پر یہ کام کرونگا۔ کہ قادیان سے باہر جانا نہ ہو۔ اور مسجد مبارک کے مشرقی حجرہ کی طرف اشارہ کر کے کہے جاتے تھے اسکے سوا میں کسی اور جگہ کام نہ کرونگا۔ اور دوسرے احباب اپنی باتوں میں مشغول تھے اور ان کی بات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور اسکو غیر ضروری خیال کرتے تھے مگر مولوی محمد علی صاحب بیتاب ہوئے جاتے تھے اور بار بار کہتے تھے خواجہ صاحب یہ بہت ضروری شرط ہے آپ اسکو ضرور لکھیں اور احباب مولوی صاحب کے قادیان کے شوق اور حجرہ مذکور کی عظمت اور محبت کو عشق کے درجہ تک پہنچا ہوا دیکھکر ہنس رہے تھے اور بعض انکو اس طرح چھیڑتے تھے جس طرح بچوں کو چھیڑا کرتے ہیں اور آپ جوش اور غصہ کے ساتھ انکا مقابلہ کرتے تھے۔ اسوقت ہم ان کے قادیان اور اس حجرۂ عشق سے لذت اٹھا رہے تھے۔

رؤیائے مسیح موعود کے مطابق بری حالت

پھر ہمنے وہ زمانہ دیکھا کہ وہ حجرہ بجائے محبت کے موجب نفرت ہو گیا۔ اور کوٹھی کا شوق غالب ہوا۔ یہانتک کہ وہ تیار کرائی گئی اور وہ بھی قادیان کی آبادی سے باہر اور وہیں رہائش ہوئی

اور آئے دن یہ آواز آنے لگی کہ میں یہاں سے چلا جاؤنگا۔ اسکے بعد پھر وہ زمانہ آیا کہ اب اس کوٹھی کا احاطہ بھی کام کرنے کے قابل نہ رہا۔ بلکہ کوہ مری جائیں تب کام ہو اسکے بعد پھر وہ زمانہ آیا کہ قادیان مکۃ المسیح قرار پایا جس سے ہجرت ضروری بلکہ فرض ہو گئی۔ اور وہ لاہور کہ جس میں ایک بے شرم کی خبر خدا کے مسیح نے پہلے سے دی ہوئی تھی۔ مدینۃ المسیح اور دار ہجرت مسلم ہوا۔

ترجمۃ القرآن کے متعلق غیر صالحانہ طرز عمل

پھر انکی پہلی حالت کو بھی جانتے ہیں کہ وہ پہلے کس طرح حرام تو حرام مشتبہات سے بھی بچا کرتے تھے اور جواب حالت ہے اسکو بھی جانتے ہیں کہ وہ انگریزی ترجمہ اور نوٹ جو کہ صدر انجمن احمدیہ نے ملازمت کی حالت میں انکو خاص اس کام پر لگا کر اور علاوہ تنخواہ کے اور بہت سا روپیہ دیکر تیار کرایا تھا وہ شرع اسلامیہ میں بدوں اختلاف کسی مذہب یا جماعت یا شخص یا روایت کے صدر انجمن احمدیہ کا مال ہے اور اسکے سوا کسی اور جماعت یا شخص کا اسکو بدوں اجازت صدر انجمن احمدیہ کے اپنے تصرف میں لانا قطعی حرام ہے اور بزبان عرف عام چاروں مذہبوں میں حرام ہے اور اس میں کسی مذہب یا روایت یا کسی عالم قرآن و حدیث اور ماہر شرع اسلام کا اختلاف نہیں مگر باوجود اسکے مولوی محمد علی صاحب نے اسکو دبا لیا۔ اور انجمن کے بار بار مانگنے پر بھی نہیں دیا۔ اور صاف صاف کہدیا ہے کہ یہ میری اپنی ملکیت ہے۔

ترجمہ کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے عذرات بارد اور انکا جواب

فطرت بھی عجیب چیز ہے انسان خواہ کچھ سے کچھ بنجائے مگر وہ اندر سے کبھی کبھی چونک ہی پڑتی ہے مولوی محمد علی صاحب نے آجکل جو چھٹی ترجمہ اور نوٹوں کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کے نام شائع کی ہے اس سے اسکا خوب پتہ چلتا ہے گو مولوی محمد علی صاحب جس طرح پہلے یہ کہتے تھے کہ یہ میری اپنی ملکیت ہے اور صدر انجمن احمدیہ کا کوئی واسطہ نہیں۔ اور اس میں انہوں نے یہی لکھا ہے مگر اس سے اسکا پتہ بخوبی چلتا ہے کہ انکی فطرت اب بھی کہہ رہی ہے کہ وہ انجمن کی ملازمت میں انجمن کے حکم کے ماتحت محض اسکی تنخواہ لیکر ترجمہ کرنے اور نوٹ لکھنے سے ترجمہ اور نوٹ انجمن ہی کی ملکیت ہیں اور محمد علی کی ملکیت ہرگز نہیں۔

اور محمد علی کی ملکیت تب

ٓ یہ فقرہ جب خلیفہ اول نے سنا اور اسکی تصدیق فرمائی تو ارشاد کیا اسے کہہ دیجاتا ہے تو اب ہی چلا جائے تب مولوی محمد علی خاموش ہو گیا

ہی ہو سکتے ہیں کہ وہ انجمن کا ملازم نہ ہو یا ہو مگر ترجمہ کرنیکے وقت ملازمت سے علیحدہ ہو کر اپنے ارادہ سے ترجمہ اور نوٹ لکھے اور انجمن کا تنخواہ خوار ملازم نہ ہو۔ مگر واقعات اسکے بالکل خلاف ہیں وہ پہلے سے ملازم تھا اور ملازمت سے وہ علیحدہ نہیں ہوا۔ بلکہ ملازم ہی رہا ہے اور انجمن کے حکم کے ماتحت اور کاموں سے سبکدوش اور خاص اسی کام کے لئے تنخواہ دار ملازم ہو کر ترجمہ اور نوٹ لکھے انجمن کے کاغذات میں ان سب باتوں کا نہایت پختہ اور کھلا ثبوت موجود ہے تو فتوی فطرت سے متاثر ہو کر واقعات کو اپنے منشاء کے مطابق ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ جرأت نہیں کر سکے کہ اصل واقعات کو برقرار رکھکر پھر اپنی ملکیت کا دعوی کریں مثلاً لکھیں کہ بیشک میں صدر انجمن احمدیہ کا تنخواہ دار ملازم تھا۔ اور خلیفہ اور ممبران انجمن کے مشورہ سے میں نے انجمن میں یہ درخواست دی کہ ضرورت ہے کہ انجمن ایک انگریزی ترجمہ نوٹوں کے ساتھ تیار کرائے اور اسکو طبع کرا کے یورپ میں شایع کرے اور مجھے اس کام پر ہی لگا دے تو انجمن نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے (مولوی محمد علی) اور کاموں سے فارغ کر کے خالص ترجمہ کے کام پر لگایا جائے اور وہی تنخواہ جو کہ پہلے مجھے ملا کرتی تھی پھر بھی ملتی رہے اور جس طرح میں پہلے ملازم تھا۔ اور ترجمہ کرنیکے ایام میں بھی اگر مجھے گھر پر یا اور کہیں جانا پڑتا تھا۔ تو قواعد رخصت ملازمین کے مطابق انجمن کے آگے درخواست پیش کرتا اور اس سے رخصت لیکر باہر جاتا تھا اور علاوہ تنخواہ کے کئی ہزار کی کتابیں اور دیگر اسباب مجھے ترجمہ کے لئے خرید کر دیا گیا۔ یہانتک کہ بروئے قواعد انجمن میں مجاز نہ تھا کہ اس اسباب یا مسودات ترجمہ کو بدون اجازت انجمن قادیان سے باہر لے جاؤں۔ لہذا جب مجھے ان کے باہر لیجانے کی ضرورت ہوتی تو علاوہ رخصت حاصل کرنے کے انکے باہر لیجانے کی خاص اجازت مجھے انجمن سے حاصل کرنی پڑتی تھی لیکن جب آخری دفعہ میں نے انجمن سے رخصت حاصل کی اور اسباب اور مسودات کیساتھ لیجانے کی بھی اجازت مانگی تو میں نے لاہور میں اقامت اختیار کر کے ارادہ کر لیا۔ کہ اب انجمن کو یہ ترجمہ اور نوٹ ہرگز نہ دونگا اور اسی وجہ سے باوجود بار بار مطالبہ کرنیکے نہ دیا اور جو بندہ ملا بندہ کے مطابق مجھے قانون بھی ہاتھ آگیا اور باوجود اس صورت اور کیفیت کے یہ میری ہی ملکیت ہے اور انجمن کا اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ بلکہ اصل

واقعات پر پردہ ڈالنے کے لئے اس طور پر لکھا ہے کہ اپنی صدر انجمن کی پہلی اور پچھلی ملازمت کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے کہ اس **انجمن نے میری حوصلہ افزائی کی**۔ اور کہ میری ہی درخواست پر یہ کام ہوا ہی تو کیا اگر کوئی ملازم درخواست دے کہ مجھے فلاں کام پر لگایا جائے اور آقا کو وہ پسند آوے اور اس ملازم کو اس کام پر لگا دے تو اس سے اس کام سے جو چیز تیار ہو اسکا مالک وہ ملازم ہو جایا کرتا ہے اور تنخواہ دینے والے آقا اور درخواست منظور کرنے والے آقا کا اس سے کوئی واسطہ نہیں رہتا۔ یہ فلسفہ کوئی نیا ایجاد ہوا ہے۔ کم از کم ہم اس سے واقف نہیں اور نہ فقہاء اسلام اس سے آگاہ ہوئے ہیں۔ اور نہ یہ فلسفہ ہماری سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر تنخواہ دینے والا آقا کسی کام میں ملازم کی حوصلہ افزائی کرے تو پھر آقا کا اس چیز سے کوئی واسطہ نہیں رہتا جو کہ اس کام سے تیار ہو۔ بلکہ وہی خوش نصیب تنخواہ خوار ملازم ہی اسکا واحد مالک ہو جاتا ہے۔ بلکہ کوئی حرام خور سے حرام خور اور خائن سے خائن ملازم بھی ایسے محسن آقا کی ملکیت اور قیمتی مال پر کبھی ہاتھ صاف کرنیکی جرأت نہیں کرتا کہ جس کی نسبت اس کو خود اقرار ہو کہ وہ میری حوصلہ افزائی اور قدر کرتا رہا ہے مگر مولوی محمد علی صاحب وہ بزرگ ملازم ہیں کہ ایک طرف اپنی آقا انجمن کی حوصلہ افزائی کا اقرار کرتے ہیں۔ اور پھر اس حوصلہ افزائی ہی کو اس بات کی دلیل ٹھہراتے ہیں کہ جس کام میں حوصلہ افزائی کی گئی ہے اس سے جو چیز تیار ہوئی ہے وہ میرے حوصلہ افزا آقا کی ملکیت نہیں۔ بلکہ میں اس کا واحد مالک بدوں شراکت غیرے ہو گیا ہوں اور یہ وہی بزرگ مولوی صاحب ہیں جو کہ قادیان میں رہنے کے ایام میں حضرت مولانا مولوی محمد علی ایم اے کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ ہاں اگر صالح ہونا بھی اس جاٹ کے وضو کی طرح مضبوط ہے جو کہ ہوا کے خروج کے ساتھ نہیں ٹوٹتا تھا۔ تو پھر ان واقعات اور ان بیانات و اظہارات سے اس میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ ورنہ اس کے صدق میں کیا شک ہے کہ "آپ بھی صالح تھے" واقعات ہی پیشگوئیوں کے معانی کی تعیین کراتے ہیں۔

ایک اور غلط بیانی جس نے یہ رؤیائے مسیح موعود ع پورا کیا

واقعات کا علم تو انسان کو اپنے پہلے خیال کے خلاف تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے ہمیں پہلے کبھی یہ گمان بھی نہ تھا کہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب جیسے لوگ کبھی خلاف واقعہ بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن جب سے اہم ہے یہ ٹھہر شائع

ہوئی کہ ہم دونوں (خواجہ صاحب - مولوی محمد علی صاحب) سے قبلہ حکیم صاحب مرحوم (سیدنا خلیفۃ المسیح) نے قادیان میں چھتی مسجد کے سطح پر جو بیعت لی تھی وہ کوئی آپکی ناراضگی اور ہماری کسی غلطی وغیرہ کی وجہ سے نہ تھی وہ تو آپکی خوشنودی اور ہماری خصوصیت اور اعزاز و امتیاز کے لئے تھی کیونکہ وہ بیعت توبہ نہیں تھی۔ بلکہ بیعت ارشاد تھی جو کہ کاملین اور خاص الخاص مریدین سے لیجاتی ہے تو وہ لوگ جو ان واقعات کے شاہدین رویت تھے جنکے سامنے حضور نے فرمایا تھا کہ میں مسجد کے اس حصہ میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو کہ ان لوگوں نے بنایا ہے اور ان دونوں بزرگوں کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ تمنے بہت بڑا گناہ کیا ہے لیکن اگر تم اس سے سچی توبہ کرتے ہو تو پھر نئے سرے سے بیعت کرو۔ اور واقعات کے بھولنے کا بھی کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تو ان کو مجبوراً اپنا پہلا خیال چھوڑ کر ان بزرگوں کی نسبت ایک بالکل نیا یقین کرنا پڑا کہ گو یہ دونوں نہایت درجہ کے گندے جھوٹ ہیں۔ اور لوگ ان بزرگوں کی ذات کو ایسے امور سے بہت ارفع یقین کرتے تھے لیکن کریں کیا واقعات ان کو مجبور کر رہے ہیں اور آنکھیں مل مل کر خیال کر رہے ہیں کیا یہ خواب تو نہیں کہ ہم ایسے بزرگوں سے ایسے قبیح افعال کا صدور مشاہدہ کر رہے ہیں مگر یہ خواب والی تسلی بھی ان کی باطل ہو جاتی ہے۔ تو مجبوراً ان کو مصرف القلوب کی قدرت پر نظر کر کے نیا یقین کرنا پڑتا ہے مگر ہزاروں افسوس یہ بھی

خواجہ کمال الدین صاحب کے بارہ میں مسیح موعود کا خواب

اسی طرح جب وطن اخبار کے اڈیٹر کے ساتھ خواجہ صاحب معاہدہ کی تجویز کر رہے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت صاحب بار بار فرمایا کرتے تھے کہ مینے خواجہ صاحب کی نسبت خطرناک اور منذر خوابیں دیکھی ہیں۔ بلکہ عام مجلس میں جس میں مولوی محمد علی صاحب بھی موجود تھے خدا کے مسیح نے اپنا یہ رؤیا بیان فرمایا تھا جس کے سننے والے بہت سے ابھی موجود ہیں۔ کہ

مسجد مبارک کی چھت پر میں اور مولوی (نورالدین رضی اللہ عنہ) صاحب دو ایک تخت پہ بیٹھے ہوئے ہیں اور خواجہ کمال الدین آیا ہے اور وہ بالکل ننگا ہے اور پاگل ہوا ہوا ہے تو اسنے ہم دونوں پر حملہ کیا ہے تو مینے حامد علی یا کسی اور شخص کو کہا ہے کہ اسکو نکال دو تو وہ نکالنے کے لئے چلا ہے لیکن اسکے نکالنے سے پہلے ہی خواجہ خود ہی زینہ پہ سے

اٹر کر مسجد سے باہر چلا گیا ہے" اور ساتھ ہی فرمایا کہ مسجد سے مراد امام کی جماعت ہوتی ہے"

یہ رؤیا نہایت صفائی سے پورا ہوا +

اب دیکھئے یہ خواب کیسا صادق ہوا ہے۔ پہلے تو دیکھئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے خواجہ صاحب کو کن پُر زور الفاظ میں غیر احمدیوں سے چندہ مانگنے سے منع فرمایا تھا اور اسکی وجہ بھی یہ بتائی تھی کہ اسکا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے جس میں حکیمانہ طور پر یہ سمجھایا تھا کہ اگر تم ان سے چندہ لوگے تو پھر تم مجبور ہو گے کہ احمدی مسلمان نہ بناؤ۔ بلکہ غیر احمدیوں کے نام نہاد اسلام میں داخل کرو اور بالآخر خود تمکو بھی ان جیسا بننا پڑیگا کہ جن سے چندہ لوگے اور نیز ان جیسا کہ جنکو نام نہاد نو مسلم بناؤ گے مگر خواجہ صاحب کو دیکھئے کہ اس بارہ میں انکی وہ مصنوعی اطاعت کہاں گئی کہ ذرہ ذرہ بات میں لکھا کرتے تھے کہ میں تو حضور کی اجازت اور حکم کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا کے مسیح نے کس سختی کے ساتھ اس تجویز کو رد فرمایا تھا۔ جو کہ خواجہ صاحب انگریزی ریویو کی نسبت اڈیٹر اخبار وطن کے ساتھ کر رہے تھے لیکن پھر دیکھئے کہ کسطرح اسی تجویز پر انہوں نے اپنے انگریزی رسالہ میں عملدرآمد کیا ہے۔ اور ذرہ کے برابر بھی اسکی پرواہ نہیں کی کہ خدا کے مسیح نے میری اس تجویز سے سخت مخالفت کی تھی۔ پھر مولوی صاحب پر اور حضرت صاحب پر تخت پر ہونے کی حالت میں حملہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ دونوں کی ذات پر حملہ نہ ہوگا بلکہ ان کے عہدوں پر حملہ ہوگا۔

خلیفہ اول پر حملہ اور ان کی اطاعت سے انکار

اور ایسا ہی ہوا بھی کہ حضرت مولوی صاحب کا اس وقت تو بظاہر کوئی عہدہ نہ تھا لیکن حضرت صاحب کے بعد مولوی صاحب خلیفۃ المسیح مقرر ہوئے اور خواجہ صاحب نے بذریعہ اعلان سب احمدیوں کو متنبہ کیا کہ

اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود مندرجہ الوصیۃ ہم سب نے اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب کو آپکا جانشین اور خلیفہ اول تسلیم کیا ہے اور آپ ...... کے ہاتھ پر احمد کے نام پر بیعت کی ہے اور تمام احمدی جماعت موجودہ اور آیندہ نئے ممبر آپکی بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب

کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ الہامی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کا تھا"

شیخ رحمت اللہ - محمد علی - خواجہ کمال الدین وغیرہم

لیکن چند دن کے بعد حضرت مولوی صاحب کو خلافت سے اتار کر انجمن کا ایک ملازم اور انجمن کو تخت نشین خلافت بنانے کی کھلی کھلی کوششیں شروع کر دیں لیکن ناخنوں تک زور لگا چکے اور کچھ نہ بنا تو دوبارہ بیعت کی اور پھر حضرت مولوی صاحب کا زمانہ گزرنے کے بعد اپنے سب اعلانوں اور بیانوں کے خلاف برملا کھلا یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ ہمنے نہ مولوی صاحب کو خلیفہ مانا تھا اور نہ مطاع اور نہ ہمنے انکی بیعت خلافت کی تھی - بلکہ ہم ان کو ایک صوفی اور بزرگ جانتے تھے اور اسی حیثیت سے بیعت بھی کی تھی - اللہ اکبر انسان کی حالت کہاں سے کہاں جا پہنچتی ہے - بلکہ ان میں سے ایک بڑے ذی علم اور بزرگ معزز نے خلافت ثانیہ کے پہلے ہی ہفتہ میں مجھے کہا "کہ جب ہمارے دوست مولوی صاحب کو خلیفہ بنانے لگے تو میں نے ان کو اسی وقت کہدیا تھا کہ یہ غلط ہے نہ کوئی خلیفہ ہونا چاہیئے اور نہ کسی کی بیعت مگر انہوں نے میری نہ مانی اور غلطی کی" اور یہ تو ان کا شائع شدہ مقولہ ہے کہ ہم الوصیۃ پر اپنے چھ سال کو قربان کرتے ہیں - جس کے بجز اسکے اور کیا معنے ہو سکتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب کا خلیفہ بننا اور بیعت لینا اور ہمارا ان کو خلیفہ بنانا اور ان کی بیعت کرنا یہ سب غلط اور مسیح موعود کی الوصیۃ کے خلاف تھا یہ تو حضرت مولوی صاحب کے منصب اور عہدہ خلافت پر حملہ ہوا -

مسیح موعود پر حملہ - اور انکی اطاعت سے انحراف

لیکن پھر ترقی کر کے اسکے بعد متصل ہی خدا کے مسیح کے منصب رفیع اور عہدہ جلیلہ پہ جو کہ نبوت ہے حملہ شروع کر دیا - لیکن پہلے تو اس طور پہ کیا کہ اعلان کر دیا کہ آپکا انکار کفر نہیں - اور اس میں گو بظاہر نبوت کا ذکر تک نہیں مگر اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ جن میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ان کا یہی اعتقاد ہے کہ ہر ایک نبی کا انکار کفر ہے تو جب آپکا انکار کفر نہ ہوا - تو آپ بلفظ دیگر نبی نہ ہوئے اسی وجہ سے المنیر میں چھپا تھا - کہ اگر مرزا صاحب کا انکار کفر نہیں تو پھر فیصلہ ہوا کہ وہ نبی بھی نہیں مگر چونکہ تدریجی ترقی کرنی تھی اسلئے اسوقت المنیر کے سوال کا جواب نہ دیا گیا پھر خلافت ثانیہ میں آپکی

نبوت سے صاف اور کھلا کھلا انکار کر دیا۔ اور یہ حملہ کرکے خدا کے مسیح کی مسجد سے نکلکر بلکہ زینہ سے اترکر غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانا شروع کر دیا اور یہ وہ رؤیا ہے کہ جس کے علاوہ اور گواہوں کے خود مولوی محمد علی صاحب بھی گواہ ہیں اور وہ کبھی مؤکّد بعذاب قسم کھا کر اسکا انکار نہیں کر سکتے اور اگر کرینگے۔ تو پھر ہم انشاء اللہ ان سب شہادتوں کو شائع کرینگے جو کہ اسکی تصدیق کے لئے موجود ہیں۔

شیخ رحمت اللہ صاحب کے بارے میں ایک الہام

اسی طرح شیخ رحمت اللہ صاحب کی نسبت اخبار میں شائع شدہ الہام موجود ہے چنانچہ بدر جلد ۲؎ صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ "شرّ الذین انعمت علیہم ترجمہ (شرارت ان لوگوں کی جن پہ انعام تو نے کیا) (۳) میں ان کو سزا دونگا۔ میں اس عورت کو سزا دونگا۔ فرمایا کہ گھر میں طبیعت علیل تھی بہت سردرد و بخار اور کھانسی بھی تھی۔ لوگوں کے لئے ابتلا کا خوف ہوتا ہے میں نے رات بہت دعا کی (شیخ رحمت اللہ کو مخاطب کرکے) آپ کے لئے بھی دعا کی تھی پہلے تو ایک مشتبہ سا الہام ہوا معلوم نہیں کس کے متعلق ہے اور وہ نمبر ۱ نمبر ۲ ہے معلوم نہیں کس کے متعلق ہے۔ اسکے بعد گھر والوں کے متعلق یہ الہام ہوا اردت الیہا روحہا وریحانہا۔ الی ردت الیہا روحہا وریحانہا۔ اسکی طرف خوشی اور خوشبو لوٹائی گئی میں نے اسکی طرف خوشی اور خوشبو لٹائی"

اس الہام کی تشریح

جو لوگ الہامات کے واقف ہیں اور جو ملہمین اور خصوصاً خدا کے مسیح کے طرز و طریق سے واقف ہیں وہ ذرہ بھی اس میں شک نہیں کر سکتے کہ جس طرح آخری الہام حضرت سیدہ ام المومنین کی نسبت ہے جنکے لئے دعا کی گئی تھی۔ اسی طرح یہ پہلے الہام اس شیخ صاحب کے لئے ہیں جس کے لئے دعا کی گئی تھی۔ اور نیز شیخ صاحب کے ان ہمراہیوں کے لئے جو کہ منعم علیہم میں شریک تھے اور دعا میں اہلبیت کے ساتھ شریک کرنے لئے اسکے بھی پتہ لگتا ہے کہ شرّ بھی وہ ہوگی جو اہلبیت کے مقابلہ پر ہوگی اور ریحانہا میں اسی شر سے محفوظ رہنے اور اولاد کے ذریعہ سے پھر اس برکت اور عزت اور خوشی کے پانے کی طرف اشارہ ہے جو کہ اسوقت اور طرح سے حاصل ہے اور پھر کچھ عرصہ حالت اور ہو جائیگی اور پھر ریحان کے ذریعہ سے جس کے معنے نیاز بو راحت کے ہیں پھر وہ لوٹ آئے گی۔ اور چونکہ یہاں پر شرّ سے وہی شرّ مراد ہے جو کہ اہلبیت کے مقابلہ میں کیجائے گی اسی وجہ سے دوسرے طرف

یہ الہام بھی ہونا ہے کہ لئے اہلبیت خدا تمہیں شش سے محفوظ رکھے۔ وعا ہی سے حضرت صاحب نے آخری الہام کو حضرت ام المومنین کے لئے یقینی طور پر معین فرمایا ہے اور وہی دعا پہلے الہاموں کو شیخ صاحب اور ان کے دوستوں کے لئے تعیین کرتی ہے۔ شش الذین انعمت علیھم۔ ان چند اشخاص کے مقابلہ میں اور کون ہو سکتا تھا۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . . اور الہامات کی اول تو حقیقت ہی بعد از وقوع کھلا کرتی ہے۔ دوم اسوقت یہ لوگ اور خصوصاً شیخ صاحب بڑے مخلص شمار ہوتے تھے۔ اور مسئلہ الہامات میں دعا و استغفار وغیرہ سے تبدیل و تغییر ہو جایا کرتی ہے اور اپنے مخلصین کی طرف کہ جن کی ظاہری حالت ایسے الہامات کے مفہوم کے خلاف ہوتی ہے ایسے الہامات کو منسوب کرنا طبیعت برداشت کرتی ہے اور نہ ان کے متعلق باور کرتی ہے جب تک کہ واقعات یا الہامات کا استمرار مجبور نہ کرے۔ پس ایسے لوگ (جن کے بارے میں یہ کھلے کھلے الہامات ہیں اور واقعات نے ان کی تصدیق کی ہے) اہل بیت اور اصحاب صفہ اور کثیر حصۂ جماعت احمدیہ تربیت یافتۂ مسیح موعود کے مقابلہ میں حق پر نہیں ہو سکتے۔

تیرھواں قرینہ ہمارے حق پر ہونے کا

آخری بات خدا کے مسیح کا فیصلہ موجودہ پیش آمدہ واقعات پر

اب میں ایک ایسا فیصلہ پیش کرتا ہوں جس میں کسی اور کا دخل نہیں واقعات وہ ہیں جو کہ خود مولوی محمد علی صاحب اور ان کے گروہ نے پیدا کئے ہیں اور فیصلہ وہ ہے جو کہ محض الٰہی واقعات پر خود خدا کے مسیح نے دیا ہے اور اپنی قلم سے لکھا ہے اور اپنے ارشاد سے اپنے روبرو شائع کیا ہے اوروں کا اس میں اگر کوئی دخل ہو سکتا ہے تو صرف اسی قدر کہ ان کے واقعات کو ان واقعات کے ساتھ مطابق کر دکھائیں جن کی بنا پر خدا کے مسیح نے کوئی فیصلہ دیا تھا اور جب یہ ثابت ہو جائیگا کہ موجودہ واقعات ان واقعات سے بالکل مطابق ہیں تو پھر وہی فیصلہ ان واقعات پر بھی عائد ہو گا جو کہ حضرت مسیح موعود نے دیا ہوا ہے اور یہ فیصلہ خدا کے مسیح کا فیصلہ ہوگا۔ کہ اس شخص کا جس نے واقعات میں مطابقت بیان کی ہے

اور خدا کے مسیح کے فیصلہ کے بعد بھی اگر کوئی احمدی نہیں سمجھتا تو پھر اس سے خدا ہی سمجھے۔ کیونکہ پھر وہ خدا کے مسیح کے ماننے والوں میں سے نہیں ہے یا نفس اسکو دھوکا دے رہا ہے یا وہ دوسروں کو دھوکا دے رہا ہے کہ وہ احمدی ہے حالانکہ حقیقت میں احمدی نہیں ہے۔ اب میں پہلے خدا کے مسیح کا ایک فیصلہ اور وہ واقعات جن کی بنا پر وہ فتوےٰ دیا گیا لکھتا ہوں اور پھر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے گروہ کے واقعات کو ان کے ساتھ مطابق کرونگا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کا معاملہ یاد کرو

ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی کو ہماری جماعت سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے لوگ عموماً جانتے ہیں کہ اسنے اپنی طالب العلمی کے زمانہ میں حضرت اقدس کی بیعت کی اور کئی رسالوں میں اسنے حضرت اقدس کی تائید میں مضامین لکھے اور اپنے خرچ پر شائع کئے پھر اسنے اردو اور انگریزی ترجمہ قرآن مجید کا خود تالیف کر کے اپنے خرچ پر شائع کیا اور اردو تفسیر میں بہت کچھ تائیدی مضامین درج کئے اور کئی سال تک وہ احمدی جماعت میں داخل رہا۔ اور پھر وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود ع نے اپنے آخری عہد میں اس ڈاکٹر عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا تھا اور مرتد قرار دیا تھا یہانتک کہ جماعت احمدیہ میں اس کا عرف ڈاکٹر مرتد قرار پا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے پرانے اور قدیمی مرید کو جو کہ سابقین اولین میں سے تھا۔ اور جس نے اسقدر تائیدی مضامین لکھے۔ اور اپنے خرچ سے شائع کئے تھے حضرت اقدس نے بے وجہ تو مرتد اور خارج از جماعت نہیں قرار دیا۔ بلکہ ضرور اسکی کوئی وجہ ہوگی۔ اور چونکہ اسکا اخراج بذریعہ اعلان ہوا۔ اور اخباروں اور اشتہاروں اور کتابوں میں اس کا بہت کچھ چرچا ہوا تھا۔ اور اسنے بھی ان کے جواب میں بہت کچھ اشتہار اور رسالجات شائع کئے ہیں اسلئے وہ وجہ پوشیدہ بھی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے وہ سب خط و کتابت ایک رسالہ کی شکل میں شائع کی ہے جو کہ اسکے اور حضرت اقدس کے درمیان ہوئی تھی۔ اور اس رسالہ کی ابتدا میں اسنے اپنے پہلے خط کے لکھنے کی وجہ بھی بیان کی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کا اپنا بیان

سو پہلے میں اس تمہیدی عبارت سے اور پھر ان خطوط سے کچھ اقتباسات درج کرتا ہوں۔ جن سے اسکے اخراج اور مرتد قرار دینے کی وجہ کھلی کھلی

معلوم ہو جائے گی۔ ڈاکٹر عبد الحکیم نے تمہیدی عبارت میں لکھا ہے۔

ایڈیٹر وطن کی تحریک پر مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحبان وغیرہ نے یہ تجویز پاس کی اور شائع کی کہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں عام اسلامی مضامین شائع ہوا کریں اور خاص مرزا صاحب کے متعلق ابحاث علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہوا کریں۔ جن کو خاص مریدوں کے نام جاری کیا جائے یا دیگر ایسے اشخاص کے نام جو اسکے خود خواستگار ہوں۔ اس تجویز کی اشاعت سے میرا دل قدرے ٹھنڈا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ ہماری جماعت میں عالیخیال اور عالی ظرف لوگ بھی ہیں۔ اور اب یہ کام قرآنی رنگ اور خدائی آئین پر چلے گا۔ اور ہمارا پیغام احسن اور بلیغ صورت میں دنیا کو پہنچیگا۔ مگر وہ تمام خوشی خاک میں مل گئی۔ جب پکے مرزائیوں مرزا کے شیدائیوں نے اس تجویز کے خلاف شور مچانا شروع کیا اور وہ تجویز خاک میں مل گئی۔ مولوی محمد علی صاحب کو مرزائیوں کا شور دبانے کی غرض سے اپنے اقرار اور عقائد شائع کرنے پڑے انا للہ وانا الیہ راجعون ...... (تب) ایک خط میں نے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں نہایت بیقراری اور جوش کی حالت میں لکھا۔"

اب میں ڈاکٹر عبد الحکیم کے خط اول کی کچھ عبارت نقل کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کے پہلے خط کا کچھ اقتباس

دوم۔ اس وقت میں چند امور کی طرف جو نہایت ضروری ہیں آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اوّل یہ کہ امت محمدیہ میں جو لوگ ہماری تکذیب کرتے اور ہمیں صریحًا کافر کہتے ہیں۔ انکے ساتھ بیشک نماز نہیں ہو سکتی۔ مگر جو لوگ ہمیں صریحًا کافر نہیں کہتے۔ ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے۔ بلکہ حسن ظن سے کام لیا جائے اور ان کے ساتھ نمازیں پڑھنے کی اجازت

ؔ اسکو موٹا لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کاتب نے غلط فہمی سے لکھدیا۔ (ایڈیٹر)

دیجائے تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے ۔ دوم یہ کہ جو تجویز انشراح صدر اور عالی ظرفی سے مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحب نے شائع کی تھی کہ ریویو آف ریلیجنز میں عام اسلامی مضامین شائع ہوا کریں اور خاص مضامین جو آپکی ذات کے متعلق ہوں وہ ایک علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہو جایا کریں ۔ اس سے ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جاری اور عمدگی سے پھیل سکتی ہے ۔ اور قرآن مجید کی رو سے مدار نجات بھی اللہ پر ایمان اور اعمال صالحہ ہیں ۔ . . . . الغرض مدار نجات قرآن مجید نے توحید اور اعمال صالحہ کو رکھا ہے ۔ پس جب بنائے نجات توحید اور تزکیۂ نفس ہوا ۔ تو فروعات و مؤیدات کی خاطر تمام دنیا کو اصل بنا سے محروم کرنا سخت غلطی ہے ۔ سوم آپ کا وجود خادم الاسلام ہے نہ کہ وجود اسلام پس اپنے وجود کی خاطر اصل اشاعت اسلام کو روکنا حکمت و دانائی کے خلاف ہے ۔"

دونوں تحریروں کا خلاصہ

ان عبارتوں سے صاف صاف دو امر ثابت ہوتے ہیں ۔ اول یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم کو مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین کی یہ تجویز بہت پسند آئی تھی کہ انگریزی رسالہ میں اسلامی مضامین ہوں ۔ اور مرزا صاحب کا نام اس میں نہ ہو اور حضرت مرزا صاحب نے چونکہ اس تجویز کو رد فرما دیا اور نہایت سختی سے رد فرمایا اس وجہ سے عبد الحکیم کو بہت رنج پہنچا اور اسنے وہ خط لکھا جس پر جماعت سے وہ خارج کیا گیا اور اس تجویز کے بحال قائم کرنے کے لئے اسنے اپنے خط میں بھی زور دیا ۔

دوم ۔ یہ کہ اس نے اس بات پر بھی زور دیا کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو کافر کہیں ۔ انکو تو کافر سمجھا جائے لیکن جو لوگ صریحاً آپ کو کافر نہ کہیں اور امت محمدیہ میں سے ہوں ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے کیونکہ آپ کا ماننا کوئی ضروریات ایمان اور ضروریات اسلام سے نہیں ہے کہ آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر ہو جاوے ۔

سوم ۔ آپکا وجود خادم اسلام ہے نہ وجود اسلام

مسیح موعود کا جواب

اس کے بعد میں اب حضرت مسیح موعود کے اس پہلے خط کی کچھ عبارت نقل کرتا ہوں ۔ جو کہ ڈاکٹر مذکور کے پہلے خط کے جواب میں حضور نے لکھا تھا ۔ چنانچہ اس خط کی ابتدا یوں شروع ہوتی ہے ۔

"خانصاحب آپکا خط میں نے بہت افسوس سے پڑھا اس خط کے پڑھنے سے صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ آپ ہمارے اس سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں"

اس عبارت سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ڈاکٹر مذکور کے پہلے خط سے ایک تو کوئی ایسی بات معلوم کی ہے جس کے باعث سے وہ جماعت احمدیہ اور سلسلہ احمدیہ سے خارج ہو چکا ہے۔ دوم حضور نے اس خط میں کوئی ایسی بات بھی ضرور پائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر مذکور یا جس میں وہ بات ہو وہ اسلام سے منہ پھیر رہا ہے اور یہ دونوں باتیں حضور کی عبارت مذکورہ سے صاف اور کھلے طور پر ثابت ہوتی ہیں اور ان کے ثابت کرنیکے لئے کسی مزید تشریح اور ہیر پھیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسیح موعود کے نزدیک ڈاکٹر کا اسلام سے منہ پھیرنا کس بات سے ثابت ہوا

اب میں حضرت مسیح موعود ع کے اسی خط سے وہ عبارت نقل کرتا ہوں جسمیں حضور نے وہ امر بیان فرمایا ہے جس سے ڈاکٹر کا اسلام سے منہ پھیرنا آپ کے نزدیک لازم آتا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے

"مگر آپ کے قول کے موافق مومن بننے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ہے"

یہ عبارت بھی اپنے مطلب میں بالکل صاف ہے کیونکہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ کی رو سے اور ائمہ مذاہب اربعہ اور ائمہ اہلحدیث اور سب فرق اسلامیہ کے نزدیک مومن بننے کے لئے آنحضرت ؐ پر ایمان لانا شرط ہے اسکے سوا کوئی مومن نہیں ہو سکتا جیسا کہ قرآن مجید پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا مومن بننے کے لئے شرط ہے اور بدوں اسکے ہرگز کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یقیناً یقیناً وہ کافر ہے تو اب جو شخص اس اہم ترین بات سے انکار کرے اور مومن بننے کے لئے آنحضرت ؐ پر ایمان لانا شرط نہ ٹھہرائے تو اہل اسلام ضرور اسکو دین اسلام سے منہ پھیرنے والا سمجھینگے۔ لہٰذا جب ڈاکٹر نے ایسا لکھا تو حضرت صاحب نے اسکو لکھا کہ آپ دین اسلام سے منہ پھیر رہے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ سے برگشتگی ڈاکٹر کی کس بات سے ثابت ہوئی +

اب میں اسی خط سے وہ عبارت نقل کرتا ہوں جسمیں حضرت اقدس نے وہ امر بیان

فرمایا ہے جس سے آپ کے نزدیک ڈاکٹر کا سلسلہ احمدیہ سے خارج ہونا لازم آتا ہے اور پھر ایسی ہی عبارت دوسرے خط سے اور پھر تیسرے خط سے لکھونگا۔ تا کہ بات خوب صاف ہو جائے سو ایسی عبارت پہلے خط سے یہ ہے۔

"یاد رہے کہ یہ جو ہمنے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدا تعالےٰ کے حکم سے تہا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور انکو انکی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈالدیں جو سڑ گیا اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی طرح کسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے چونکہ آپ محض نام سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے تھے اور حقیقت سے سراسر بے خبر اسلئے آپکو نہ یہ معلوم ہے کہ ایمان کس کو کہتے ہیں اور اللہ کس کا نام ہے اور نہ یہ خبر کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ اسلئے آپکو سخت لغزش اور لغزش بھی ایسی کہ ارتداد تک پہنچ گئے۔"

دوسرا ثبوت دوسرے خط کی ایسی عبارت جسمیں وہ امر بیان کیا گیا ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر کو سلسلہ احمدیہ سے خارج سمجھا گیا یہ ہے۔

"پھر باوجود اس مخالفت کے آپ لکھتے ہیں کہ میں آپکے مسیح موعود ہونیکا مصدق ہوں یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو آپ مصدق بھی ہیں اور ایک طرف آپ ان تمام تعلیموں کے مخالف ہیں جو خدا تعالےٰ کی خاص وحی سے میرے پر ظاہر ہوتی ہیں تمام نبی وصیت کرتے آئے ہیں جو مسیح موعود کے احکام کو دل سے قبول کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی نصیحت کی ہے اور مسیح موعود کا نام حکم رکھا اور آپ بات بات میں مخالفت اور مقابلہ سے پیش آئیں۔ کیا یہی تصدیق ہے؟"

تیسرا ثبوت حضرت مسیح موعود کی تیسرے خط کی ایسی عبارت جس میں وہ امر

بیان کیا گیا ہے جس کے باعث سے ڈاکٹر کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا تہا یہ ہے۔

"بہر حال جب کہ خدا تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کیا جائے اسلئے میں آج کی تاریخ سے آپکو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں"

مسیح موعود کے ارشادات کا خلاصہ

اب یہ عبارتیں صاف صاف بتاتی ہیں کہ خدا کے مسیح نے عبد الحکیم ڈاکٹر کو جس وجہ سے اپنی جماعت سے خارج کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے مسیح پر یہ ظاہر کیا ہوا ہے کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچے اور وہ پھر بھی تجھے قبول نہ کرے وہ شخص مسلمان نہیں ہے اور قابل مواخذہ ہے اور ڈاکٹر عبد الحکیم اسکو نہیں مانتا۔ بلکہ اسکے خلاف یہ کہتا ہے کہ جس شخص کو خدا کے مسیح کی دعوت پہنچے اور وہ خدا کے مسیح کو قبول نہ کرے باوجود اسکے پھر بھی وہ **مسلمان** ہے اور اس اختلاف کے باعث خدا کے مسیح نے پہلے خط میں اسکو لکھا کہ آپ ہمارے سلسلہ سے خارج ہیں اور دوسرے خط میں ڈاکٹر کے اس قول سے تعجب کرتے ہیں کہ میں آپکے مسیح موعود ہونیکا مصدق ہوں اور تیسرے خط میں فرماتے ہیں اسلئے میں آج کی تاریخ سے آپکو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کے دو جرم اور اسپر خدا کے مسیح کا فیصلہ

اب ہم ان عبارات سے خدا کے مسیح کے دو فیصلے ڈاکٹر عبد الحکیم کی نسبت اور ہر ایک فیصلہ کے لئے ایک ایک جداگانہ وجہ بتا چکے ہیں (۱) یہ فیصلہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم ہماری جماعت اور ہمارے سلسلہ سے خارج ہے اور اسکی وجہ یہ بتائی کہ خدا نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اسنے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور یہ ڈاکٹر اسکو نہیں مانتا۔ بلکہ اسکے

خلاف یہ کہتا ہے کہ ایسا شخص مسلمان ہے (۲) یہ فیصلہ کہ ڈاکٹر مذکور دین اسلام سے منہ پھیر رہا ہے اور اسکی وجہ یہ بتائی کہ یہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ مومن بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ہے۔

پس جس شخص میں یہ باتیں ہونگی اسکے لئے بھی وہی فیصلہ ہوگا+

اسکے بعد یہ بات بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ جس شخص میں خدا کے مسیح کے فیصلہ (۱) کی وجہ پائی جائیگی (یعنے وہ ایسے شخص کو مسلمان کہتا ہو جس کو خدا کے مسیح کی دعوت پہنچی ہو اور باوجود اسکے اسنے خدا کے مسیح کو قبول نہ کیا ہو) اس شخص پر بھی خدا کے مسیح کا فیصلہ نمبر ۱ ضرور عاید ہو جائیگا۔ خواہ اور لوگ اسپر فتویٰ دیں یا نہ دیں اور نہ یہ لوگوں کا کام ہے۔ ہاں، انکا یہ کام ہے کہ جس شخص پر خدا کے مسیح کا فیصلہ نمبر ۱ عائد ہوتا ہوا دیکھیں اس سے کنارہ کش رہیں۔ ایسا فتویٰ خدا کے مسیح اور اسکے جانشینوں کا کام ہے نہ زید وعمر کا۔ پس ہمارا پہلا فرض تو یہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ وجہ پیدا نہ ہونے دیں جو کہ خدا کے مسیح کے فیصلہ نمبر ۱ کی موجب ہے تاکہ وہ فیصلہ ہمپر عائد نہ ہو۔ دوسرا فرض یہ ہے کہ جس شخص میں بھی وہ وجہ موجود دیکھیں جس کی وجہ سے فیصلہ نمبر ۱ عائد ہوتا ہے تو ہم کو اس سے کنارہ کش رہنا چاہیئے۔

بعض اوقات باوجود موجودگی وجوہات مصلحتاً فیصلہ نہیں دیا جاتا

بعض اوقات وجوہات فتوے بھی موجود ہوتے ہیں اور اصل فتویٰ بھی عند اللہ اور فی الواقعہ عاید ہوتا ہے لیکن مصلحت عامہ اور حکمت الہیہ اسی کی مقتضی ہوتی ہے کہ نائب اللہ اور خلیفۃ اللہ بھی کچھ عرصہ اس فتوے اور فیصلہ کے اجرا میں توقف ڈالتا اسے کام لے جیسی کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں منافقوں کی حالت تھی کہ وجوہات فتوے بھی موجود تھے۔ اور عند اللہ اور فی الواقعہ فتوے نفاق انپر عائد بھی تھا لیکن باوجود اسکے نائب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنین اور صحابۃ الرسول ہی میں شمار فرماتے رہے اور ان کے ساتھ ایک حد تک مومنوں والا برتاؤ کرنیکا ارشاد تھا۔

غیر مبائعین میں بھی یہ وجہ پائی جاتی ہے

سو اب ہمارے ذمہ اسی قدر بتانا باقی رہا ہے کہ ہم بتا دیں کہ ان لوگوں میں خدا کے مسیح کے فیصلہ نمبر ۱ کی وجہ موجود ہے

یعنے یہ کہ یہ لوگ اسکے قائل نہیں جو کہ خداوند تعالٰے نے اپنے مسیح پہ ظاہر فرمایا ہے کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچے اور پھر بھی وہ تجھکو قبول نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اسکے برخلاف۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کی طرح اسکے قائل ہیں کہ جس کو خدا کے مسیح کی دعوت پہنچے اور پھر بھی وہ خدا کے مسیح کو قبول نہ کرے وہ مسلمان ہے اور یہ وہ ثابت شدہ بات ہے کہ ان کے رسالوں۔ اشتہاروں۔ اخباروں میں بار بار شائع ہو چکی ہے اور جس کے وہ کھلے کھلے مدعی اور قائل ہیں اور کسی کے لئے اسمیں شک کی گنجائش نہیں ہے تو پھر عند اللہ اور فی الواقعہ خدا کے مسیح کا فیصلہ تمہارے اوپر عائد ہونے میں بھی اسی طرح شک نہیں ہو سکتا جس طرح کہ ڈاکٹر مذکور پر اسکے نافذ ہونے میں کسی طرح شک نہیں ہے

مسیح موعود نے ڈاکٹر میں اسوجہ سے پایا جانے پر اخراج کا فتوٰے دیدیا گو وہ آپکو مسیح مانتا تھا

اور یہ فرق کرنا بھی بالکل غلط ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم تو حضرت اقدس کو مسیح موعود نہیں مانتا اور ہم غیر مبائعین ابتک آپکو مسیح موعود مانتے ہیں اسلئے کہ جس وقت خدا کے مسیح نے ڈاکٹر مذکور کے حق میں یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا اسوقت بلکہ کچھ عرصہ صدور فیصلہ کے بعد بھی وہ حضرت اقدس کو مسیح موعود بلکہ ظلی نبی مانتا تھا چنانچہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر عبدالحکیم نے جو خط حضرت اقدس کے نام بھیجا تھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے تتمہ الخط اسکو لکھا تھا جسمیں صاف لکھدیا تھا کہ میں آجکی تاریخ سے آپکو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں اس خط کو ڈاکٹر مذکور نے "حضرت مسیح الزمان۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ" کیساتھ شروع کیا ہوا ہے بلکہ اسکے بعد کے خط کو بھی "حضرت مسیح الزمان السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ" کے ساتھ شروع کیا ہوا ہے بلکہ ۱۰ اپریل کے خط کے جواب میں تو حضرت مسیح موعود ؑ نے اسکو جماعت سے خارج کیا ہے اور ۲ مئی کو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ نے جو ڈاکٹر مذکور کو خط لکھا تھا اسکے جواب میں ۸ مئی کو ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے "میری تحقیق گذشتہ میں کوئی تغیر نہیں ہوا میں اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو مسیح الزمان اور ملہم من اللہ مانتا ہوں"۔ پھر اسی ۸ مئی کے خط میں وہ لکھتا ہے۔ "مگر میں تو اسے نورالدین تیرا وہی روحانی فرزند ہوں جو پہلے تھا مسیح کا مرید ہوں اور تم سب کے لئے سلامتی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں" بلکہ اسی

خط میں وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ تمام انبیاء پیغامرساں اور ہادی خلائق ہوتے ہیں نہ کہ مدار نجات ایسا ہی حضرت مرزا صاحب بھی ہیں"۔ بلکہ خود حضرت اقدس اپنے دوسرے خط میں فرماتے ہیں "پھر باوجود اس مخالفت کے آپ لکھتے ہیں کہ میں آپ کے مسیح موعود ہونیکا مصدق ہوں" الخ جیسا کہ میں پہلے نقل کر آیا ہوں۔ بلکہ اس عبارت سے صاف صاف حضرت اقدس کا یہ فیصلہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایک شخص خواہ مسیح موعود کا اپنے آپ کو مصدق بھی ظاہر کرے مگر وہ ان تعلیمات کا مخالف ہو جو خداوند تعالی کی خاص حی نے اسپر ظاہر کی ہیں تو آپکا فیصلہ اسکی نسبت یہی ہے کہ وہ آپکی جماعت سے نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبد الحکیم کے اتباع میں مولوی محمد علی کا یہ مذہب کہ آنحضرت صلعم پر ایمان شرط اسلام نہیں

اب میں آپکو خدا کے مسیح کے فیصلہ ۲ کی نسبت کچھ کہتا ہوں وہ فیصلہ تو میں آپکو بتا چکا ہوں۔ یہ ہے کہ ڈاکٹر دین اسلام سے منہ پھیر رہا ہے اور اسکی وجہ بھی آپکے خط سے بتا چکا ہوں کہ وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر کے قول کے مطابق مومن بننے کے لئے آنحضرت صلعم پر ایمان لانا کوئی شرط نہیں ہے۔ اب میں آپکو یہ بتاتا ہوں کہ یہ راہ بھی یہ لوگ اختیار کر رہے ہیں چنانچہ ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ مسئلہ کفر و اسلام میں لکھا ہے اسلام مان لینے کا نام ہے اور کفر انکار کا نام ہے اسلام کی بڑی اور آخری حد بندی توحید الہی ہے پس جو شخص توحید الہی کا قائل ہوتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے جب مسلم ہونے کے لئے آخری حد توحید الہی ہوئی اور اسکی تصریح اور نتیجہ بھی خود مولویصاحب نے یہ لکھدیا کہ جو شخص توحید الہی کا قایل ہوتا ہے وہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر اس سے صاف ثابت ہوا کہ مسلم بننے کے لئے نہ تو آخرت پر ایمان لانا شرط ہے اور نہ ملائکہ پر ایمان لانا اور نہ قرآن مجید پر اور نہ کسی نبی یا انبیاء پر اور نہ ہی بالخصوص آنحضرت پر ایمان لانا شرط ہے کیونکہ شرط تو وہ چیز ہوتی ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو مشروط بھی نہ ہو تو اگر مسلم بننے کے لئے آنحضرت پر ایمان شرط ہوتا تو پھر بدون آنحضرت پر ایمان لائے ہرگز مسلم نہ ہوتا خواہ ہزار بار توحید الہی کا قائل ہو تو جب توحید الہی کے قائل ہونے سے وہ مسلم ہو جاتا ہے خواہ وہ آنحضرت پر ایمان نہ لائے تو پھر یقیناً ثابت ہوا کہ آپکے نزدیک مسلم بننے کے لئے آنحضرت پر ایمان لانا اس طرح سے شرط نہیں جس طرح کہ ڈاکٹر عبد الحکیم کے نزدیک مومن بننے کے لئے آنحضرت پر ایمان لانا شرط نہیں۔ حقیقت میں مسلم اور مومن بننے کے لئے آخری حد فقط توحید الہی کو قرار دینا

اور آخرت۔ ملائکہ۔ کتب الٰہیہ انبیاء و رسل اور بالخصوص قرآن مجید اور آنحضرت صلعم پر ایمان لانا ایسی شرط قرار نہ دینا (جس کے نہ ہونے سے انسان مومن اور مسلم نہ ہو سکتا ہو) دین اسلام سے منہ پھیرنیکا موجب اور باعث ہے کیونکہ آجتک جس قدر مذاہب اسلام میں پائے جاتے ہیں ان میں سے کسی مذہب کے امام کا یہ قول نہیں ہے بلکہ سب کے نزدیک مومن اور مسلم بننے کے لئے ضروری شرط ہے بدوں اسکے ہزار توحید کا قائل ہو مومن و مسلم نہیں ہو سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ ایسا ہے کہ نہ وہ اسکا حوالہ حضرت مسیح موعود کی کسی کتاب سے دے سکتے ہیں اور نہ دیگر اسلامی فرقوں کے ائمہ کا کوئی حوالہ دے سکتے ہیں باقی رہا کسی امام کے ذمہ ایک غلط قول لگا دینا یہ اور بات ہے جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ کا مذہب یہ لکھ مارا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دل سے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہدے تو وہ مومن ہو جاتا ہے چاہے پھر اس سے شرک کفر یا ظلم سرزد ہو۔ وہ کبھی اسکا حوالہ کسی معتبر کتاب کتب حنفیہ میں سے ہرگز نہیں دے سکتے ہمنے پہلے بھی ان سے اسکا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن وہ ابتک اس کا حوالہ دینے سے عاجز رہے اور انشاء اللہ ہمیشہ عاجز رہینگے۔

خواجہ اور مولوی محمد علی نازک حالت میں

اب آپ غور فرمالیں کہ جس تجویز کی بناء پر عبد الحکیم نے پہلا خط خدا کے مسیح کی خدمت میں بھیجا اور خدا کے مسیح نے اس تجویز کو پھر بھی رد کیا۔ اور ساتھ ہی عبد الحکیم کو بھی جماعت سے خارج کیا اس تجویز پر خواجہ کمال الدین بانئے تجویز اب عامل ہے اور اسی تجویز کے مطابق اسلامک ریویو۔ ریویو آف ریلیجنز کے مقابل لندن میں جاری کیا ہوا ہے اور پھر جس امر کی وجہ سے خدا کے مسیح موعود نے عبد الحکیم کو اپنی جماعت سے نکالا تھا وہ امر ان لوگوں میں موجود ہے پھر جس قول کی وجہ سے خدا کے مسیح نے عبد الحکیم کو دین اسلام سے منہ پھیرنے والا فرمایا ہے وہی قول ان کے امیر کا شائع شدہ موجود ہے۔

عبد الحکیمی خیالات والے لوگ پیدا ہونے والے تھے

انسان ان تینوں باتوں کو زیر نظر رکھتے ہوئے ایسی شہادتوں پر بھی نظر کرے جیسی مولوی رحمت اللہ صاحب احمدی خلف الصدق جناب مولوی محمد امیر صاحب لدیانوی حال مقیم سنگرور ابلمہ۔ دفتر اکونٹنٹ صاحب

کی شہادت ہے جو کہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے اور اصل تحریر ہمارے پاس محفوظ ہے اور خود ان سے تصدیق ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے۔

"مجھے خوب یاد ہے کہ قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم احمدی لودیانوی جو اولین سابقین سے تھے جنکے اوصاف حضرت اقدس نے ازالہ اوہام میں ارقام فرمائے ہیں۔ مجھے لودیانہ میں آنمکرم کے ہمراہ ایک جگہ رہنے کا ایک عرصہ اتفاق ہوا ہے ایکدفعہ ڈاکٹر عبدالحکیم کا ذکر آیا میںنے افسوس سے کہا کہ آدمی لائق تہا مگر ابتلا میں آگیا اسپر قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ میںنے حضرت اقدس کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ تم اسکو یعنے عبدالحکیم کو دیکھکر کیا حیران ہوتے ہو یا تعجب کرتے ہو ابھی میری نظر میں ۵۰۔۶۰ آدمی مرتد ہونگے۔ خدا اس جماعت پر رحم فرمائے رب ارحم رب ارحم رب ارحم

خاکسار رحمت اللہ"

تو ایک ہی فتنہ اور ابتلا راور ایک ہی سلسلہ اور نہایت خوف کا مقام نظر آئیگا یا من لا ملجأ منك الا الیك اغفر لنا وارحمنا واحفظنا من شرور انفسنا ومن سوء ما کسبنا۔ پس جو چاہتا ہے کہ میں اللہ اور اسکے مسیح کے نزدیک ڈاکٹر عبدالحکیم کی جماعت اور اسکے ساتھیوں سے نہ ہوں وہ ان تینوں امروں سے اجتناب کرے جن سے عبدالحکیم پر یہ وقت آیا اور نہ ان سے تعلق رکھے جو ان تین امروں میں مبتلا ہوں میںنے ان باتوں کو معلوم کر کے ابتدا اختلاف میں جب مولوی محمد علی صاحب ایبٹ آباد میں قادیان سے گئے تھے ایک طویل خط آپ کو لکہا تہا اور محض یہ خیال تہا کہ شاید اپنی خطرناک حالت پر نظر کرتے ہوئے کچھ خوف خدا پیدا ہو۔ تو اس حالت سے تائب ہو جائیں مگر مولوی صاحب نے ایک کارڈ میں مجھے لکھدیا کہ تمنے مجھے بہت سی گالی دی ہیں اب ہیں تجھے یہ مضمون بھی اسی خیال سے لکہا ہے کہ شاید انکو اپنی حالت کا خطرہ محسوس ہو۔ دوم۔ جو لوگ ان کو وہ پہلے قادیانی بزرگ سمجھکر دھوکا کہا تے ہیں وہ انکے دھوکہ سے بچ سکیں اسکے ساتھ ہی میرا ارادہ تہا کہ نبوت خلافت غیر احمدیوں کے کفر و اسلام پر بھی کچھ لکھوں لیکن بعض وجوہات سے یہی مناسب معلوم ہوا۔ کہ ان مسائل پر جداگانہ طور پر کچھ لکھوں پس اگر خداوند تعالے نے چاہا تو جلسہ کے بعد کچھ لکھونگا والسلام (محمد سرور شاہ از قادیان